کرے پھر تصفیہ باطن، طریق صوفیہ سیکھے    تراب آئینہ دل پر، جو کوئی اپنی جلا چاہے

(شاہ تراب علی قلندرؒ)



| جلد: ۲ | جنوری تا دسمبر ۲۰۱۵ء | شمارہ: ا۔۲ |
|---|---|---|



# تصفیہ

(شش ماہی)

زیر سرپرستی

حضرت مولانا شاہ عین الحیدر قلندر

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری لکھنؤ



**مدیر اعلیٰ**

ذوالنورین حیدر علوی

**معاون مدیران**

زین الحیدر علوی / حسن نواز شاہ





ناشر

کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ) تکیہ شریف کاظمیہ کاکوری، ضلع لکھنؤ

نام مجلہ: تصفیہ
مدیر اعلیٰ: ذوالنورین حیدر علوی
معاون مدیران: زین الحیدر علوی / حسن نواز شاہ
سال اشاعت: ۲۰۱۵ء (جنوری تا دسمبر)
صفحات: ۵۵۵
کیفیت: شش ماہی
نشان امتیاز: آئی ایس ایس این ۲۳۴۷-۷۹۳۸
معاونین: فرہاد احراری / سید مظہر علی عباس
کمپوزنگ: ذوالنورین حیدر علوی / فیضان اللہ
سرورق: فرہاد احراری
رابطہ: +919307025800
صوتی رابطہ: zunnoorain786@gmail.com
ناشر: کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ) خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف، کاکوری، لکھنؤ
دستیابی کا پتا: کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ) خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف، کاکوری، لکھنؤ

اہل قلم کی نگارشات سے اتفاق لازمی نہیں!

| عنوان | صفحہ |
|---|---|

## فکر و نظر

(تجزیاتی و تحقیقاتی نگارشات کا آئینہ دار)

# ﴿سلسلۂ چشتیہ کے چند ملفوظاتی مجموعوں کا تعارفی اور توضیحی مطالعہ﴾

پروفیسر عبدالعزیز ساحر *

(۱)

ملفوظات ہماری تہذیبی، عرفانی اور ادبی زندگی کی وہ صنفِ سخن ہے، جو اپنے اندر ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اتنے رنگ اور آہنگ سمیٹے ہوئے ہے، جس کی ادبی اور عرفانی تاریخ میں کوئی دوسری مثال ممکن نہیں۔ ابھی ان فن پاروں کو ادبی تناظر میں دیکھنے اور ان کے مطالعاتی افادات کو ادب کے تناظر میں کشید کرنے کا کام آغاز نہیں ہوا اور نہ ہی وہ خوش آثار منظر طلوع ہوا جو اس صنف کی خوش آہنگی کے مناظر کو ایک ایسے پیش نامے میں منکشف کر دے، جس سے اس صنف کا جمالیاتی اور معنوی دائرہ: فکر و فرہنگ کو ایک نئی معنویت سے ہمکنار کرے۔ تہذیب اور ادب کے امتزاجی مطالعات میں اس صنفِ اظہار سے اخذ و استفادہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس صنف کی جمالیاتی معنویت کو دیگر ادبی اصنافِ ادب کے مابین موجود فکری اور معنوی جلوہ آرائی کے مظاہر سے باہم آمیخت کرکے اس کی نئی اور تازہ تعبیر اور تفہیم کی طرف توجہ دی گئی۔ لے دے کر اس صنفِ نگارش کو تاریخی تناظر میں دیکھنے، یا پھر اس کی عارفانہ تہذیب کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ ان مطالعات میں بھی اس صنف اور اس کے بین السطور عارفانہ مناظر کی جلوہ پیرائی کا کہیں گزر نہیں ہوا اور نہ ہی کہیں اس صنف کے ادبی رویوں کو زیرِ بحث لایا گیا اور نہ ہی اس کے اسالیبِ بیاں کی بوقلمونی کہیں مذکور ہوئی ۔اس صنفِ اظہار میں ادبی اصناف کے کتنے ہی رنگ اور آہنگ موجود ہیں، لیکن اس کی ادبی حوالے سے تحسین

---

* صدر شعبہ اُردو، علامہ اقبال یونیورسٹی، اسلام آباد۔

کا حق ادا نہیں ہوا۔ لازم ہے کہ اس صنف کی معنوی، تکنیکی اور فنی حدود کا تعین کیا جائے اور ان کی معنویت کو اُجاگر کیا جائے، تاکہ یہ فن کدۂ علم و عرفان بھی اپنی تمام تر جمالیات کے ساتھ منکشف ہو سکے۔

ملفوظات نگاری کا آغاز چشتی صوفیہ کی بابرکت اور پُر انوار خانقاہوں میں ہوا۔ اس سلسلے کا پہلا محفوظ اور معلوم مجموعہ انیس العارفین ہے جو خواجہ عثمان ہرونی کے ملفوظاتِ گرامی پر مشتمل ہے۔ اس خوش آثار مجموعے کے مرتب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز ہیں، جنھوں نے اپنے شیخ کی عرش مقام مجالس کی فکری اور معنوی روداد کو قلمبند کر کے ان کی گل افشانیِ گفتار کے مناظر کو متشکل کیا۔ ان کے بعد اس صنفِ نگارش کے مختلف اور متنوع نمونے معرضِ اظہار میں آئے اور اسے اس سلسلے کی خانقاہوں میں بہت اہمیت حاصل رہی اور آج بھی ان کی خوشبوئے دلنواز سے عرفان اور معرفت کی دنیا معطر ہے۔

(۲)

بیسویں صدی میں پروفیسر محمد حبیب نے فوائد الفواد سے ماقبل لکھے گئے ان ابتدائی ملفوظاتی مجموعوں کو موضوع، وضعی اور جعلی قرار دیا۔ پھر ان کے زیرِ اثر کئی دیگر محققین بھی اسی روش پر چل نکلے اور انھوں نے بھی اپنے مطالعات میں ایسے ہی نتائج تحقیق کا اظہار کیا۔ انھوں نے فوائد الفواد اور خیر المجالس کے دو جملوں کی روشنی میں اس تہذیبی اور علمی سرمائے پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا اور ان جملوں کے مفاہیم کو جس تناظر میں پیش کیا گیا اور ان سے جو نتائج استخراج کیے گئے، وہ ان صوفیائے کرام کا مقصود نہ تھا۔ اس ضمن میں علامہ اخلاق حسین دہلوی اور صباح الدین عبد الرحمن علیگ نے ان پر اصولی بحث کر کے ان کی معنویت کو اُجاگر کیا اور جو نتائج تحقیق مرتب کیے، ان کی بصیرت افروز تعبیر کی، وہ ان دونوں بزرگوں کی ملفوظات فہمی پر گواہ ہے۔ پروفیسر محمد حبیب اور ان کے معاصر محققین نیز زیادہ تر انگریزی زبان میں لکھا۔ ان کی ایسی تحریروں سے صوفی ازم کے مغربی اسکالرز نے اکتسابِ فیض کیا اور ان کے فرمودات کی روشنی میں وہ بھی ان مجموعہ ہائے ملفوظات کو جعلی

اور وضعی سمجھنے لگے، حالانکہ یہ مجموعہ ہائے ملفوظات معاصر خانقاہی ادب میں متعارف رہے اور ان کے حوالے مختلف کتابوں میں مذکور ہوئے، لیکن جدید اسالیب کے حامل ان محققین نے ان ملفوظات پر سرسری نگاہ ڈالی اور ان کے بارے میں 'سنسنی خیز' آراکا اظہار فرمایا۔ان مطالعات کی وجہ سے کئی نوعیت کی فرو گذاشتیں در آئیں اور ان مطالعات کی تحقیقی جہت متاثر ہوئی۔اس مسئلے پر ایک تفصیلی مطالعے اور تجزیے کی ضرورت ہے۔ان شآٗ اللہ راقم آئندہ اس پہلو پر ایک مقالہ پیش کرے گا،جس میں پروفیسر محمد حبیب اور ان کے مقلدین کے فکری تسامحات کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

(۳)

سلسلۂ چشتیہ کی تاریخ اور روایت میں حضرت نظام الدین اولیأکے کئی مجموعہ ہائے ملفوظات مرتب ہوئے۔ان میں سے کچھ مجموعے عدم کے طلسمات میں گم ہو گئے اور اب محض ان کے نام ہی محفوظ رہ گئے،یا تصوف و عرفان کی کتابوں میں ان کے اکادکا اقتباسات ہی نظر نواز ہوتے ہیں اور یہ کہیں بھی مکمل صورت میں دستیاب اور محفوظ نہیں۔خواجہ نظام الدین اولیأکے بعد ان کے خلفأ کے بھی کئی مجموعہ ہائے ملفوظات قلم بند ہوئے اور ان کا فکری اور عرفانی دائرۂ اثر اس قدر وسعت آشنا ہوا کہ چشت کا علمی اور عرفانی اثر کئی علاقوں تک پھیل گیا۔ذیل میں چشتیہ سلسلے کے ان مشائخ کے مجموعہ ہائے ملفوظات کی ایک توضیحی اور تعارفی فہرست دی جا رہی ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار میں چشتی خانقاہوں کی پُر نور فضاؤں کو معطر کرتے رہے ہیں :

○ فوائد الفواد :

ملفوظاتی ادب کی تاریخ کا سب سے اہم اور مستند مجموعہ ہے۔ اس کا آغاز ۳۔ شعبان ۷۰۷ھ کو ہوا اور ۲۰۔ شعبان ۷۲۲ھ تک اس کی ترتیب و تہذیب کا خوش آثار سلسلہ جاری رہا۔ ۱۸۸ مجالس کی روح پرور روداد اس مجموعے کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ مجموعہ پانچ حصوں / جلدوں پر مشتمل ہے۔ بقولِ خواجہ حسن نظامی ثانی :

"اس مجموعے کو اگر علم و معرفت کا سمندر کہا جائے، تو ذرہ بھر مبالغہ نہ ہو گا۔ اس کے ایک ایک فقرے میں ایسی معنویت اور گہرائی ہے کہ شرح کرنے کو عمر درکار ہو اور ایسی بصیرت و برکت ہے کہ آدمی چاہے، تو اس کی مدد سے واقعی 'معنیِ لفظِ آدمیت' بن جائے۔ فوائد الفواد کا حال ان عظیم مذہبی کتابوں کا سا ہے، جو عوام و خواص سب کے کام آتی ہیں۔ عام آدمی کے لیے ان میں سامنے کی باتیں ہوتی ہیں جو سیدھے سچے راستے کی طرف آسان رہنمائی کرتی ہیں اور خواص اہل علم کے لیے یہ ایک ناپیدا کنار سمندر بن جاتی ہیں، جس کی گہرائی سے موتی نکالتے صدیاں بیت جاتی ہیں، مگر نہ گہرائی ہاتھ آتی ہے، نہ موتیوں کا ذخیرہ کبھی کم ہوتا ہے" (۱)۔

متن:

فوائد الفواد: فخر المطابع: ۱۲۷۴ھ: ۲۷۲ ۲۲۸۴ص

فوائد الفواد: مطبع حسینی، دہلی: ۱۲۸۲ھ / ۶۶۔ ۱۸۶۵ء: ۱۶۱ص

فوائد الفواد: مطبع ہندو پریس، دہلی: ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء: ۱۴۴ص

فوائد الفواد: نولکشور، لکھنؤ: ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۷ء: ۲۵۹ص

فوائد الفواد: نولکشور: بارِ سوم ربیع الاول ۱۳۱۲ھ / ستمبر ۱۸۹۴ء: ۲۵۹ ۲۲۸۴ص

فوائد الفواد: نولکشور، لکھنؤ: ۱۸۹۴ء: ۲۵۹ص

فوائد الفواد: نولکشور، لکھنؤ: بارِ چہارم ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء: ۲۶۰ص

فوائد الفواد: مطبع نامی، دہلی: ؟

**فوائد الفواد:** محمد لطیف ملک [مرتب] : ملک سراج الدین اینڈ سنز، لاہور : ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء : ۴۵۸ص [محمد لطیف ملک کا مرتبہ یہ انتقادی متن بعد ازاں خواجہ حسن نظامی ثانی کے اردو ترجمے کے ساتھ دہلی سے سامنے آیا۔ اس ایڈیشن میں پروفیسر نثار احمد فاروقی کا نوشتہ فوائد الفواد کا طویل تجزیہ اور مطالعہ بھی شاملِ اشاعت ہے۔ ملک صاحب کا مرتبہ یہ متن تہران سے بھی شائع ہوا۔ دیکھیے: فوائد الفواد: محمد لطیف ملک [مرتب]: روزنہ، تہران: ۱۳۷۷ھ / ۱۹۹۸ء: ۴۴۸ص)

**فوائد الفواد:** دکتر توفیق ہاشم پور سبحانی [مرتب]: زوار، تہران: بارِ اول پاییز ۱۳۸۵:۴۵۶ص

**اردو تراجم:**

فوائد الفواد کے کئی اردو ترجمے بھی ہوئے، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

**فوائد الفواد:** غلام احمد بریاں [مترجم]: مسلم پریس، دہلی: ۱۳۱۳ھ / ۹۶-۱۸۹۵ء: ۲۵۲ص / مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی: ۱۹۷۸ء: ۳۹۴ص

**فوائد الفواد:** پروفیسر محمد سرور [مترجم]: علماأکیڈمی شعبۂ مطبوعات محکمۂ مطبوعات، لاہور: ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء: ۴۹۱ص

**فوائد الفواد:** پروفیسر محمد حبیب [مترجم]: اوقاف، لاہور: ۱۹۸۰ء

**فوائد الفواد:** شمس بریلوی [مترجم]: منظور بک ڈپو، دہلی: ۱۹۸۴ء: ۳۹۸ص / منظور بک ڈپو، دہلی [لیبل آرٹ پریس]: بارِ دوم ۱۹۹۲ء: ۳۹۵ص

**فوائد الفواد:** خواجہ حسن نظامی ثانی: اردو اکادمی، دہلی: ۱۹۹۰ء: ۱۰۸۸ص

**فوائد الفواد:** خواجہ حسن نظامی ثانی: نئی دہلی: ۲۰واں ایڈیشن ۲۰۰۷ء: ۱۰۴۰ص [سب سے عمدہ اور بیش قیمت ترجمہ خواجہ حسن نظامی کے حسنِ قلم کا آئینہ دار ہے۔ یہ ترجمہ متن کے بغیر لاہور سے بھی شائع ہوا۔ دیکھیے: فوائد الفواد: خواجہ حسن نظامی ثانی [مترجم]: زاویہ، لاہور: ۲۰۰۳ء: ۴۶۰ص۔۔۔ فوائد الفواد: خواجہ حسن نظامی ثانی [مترجم]: الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، لاہور: س ن: ۱۶۵ص / مئی ۲۰۱۱ء: ۴۵۸ص]

**زوائد المفاد:** سید محمد وجیہ السیما عرفانی چشتی (م ۲۲۔ فروری ۱۹۹۱ء): فائن بکس پرنٹرز، لاہور: جنوری ۱۹۹۶ء / شعبان ۱۴۱۶ھ: ۲۱۴ص [دوسری جلد کی ۳۷ویں مجلس تک ترجمہ کیا تھا کہ رحلت فرما گئے۔]

**فوائد الفواد:** اردو ترجمہ از نامعلوم مترجم مشمولہ در ہشت بہشت: نوری کتب خانہ، لاہور: ۲۰۰۲ء: ص ۴۵۸ تا ۶۷۰

**فوائد الفواد:** اللہ والے کی قومی دکان، لاہور: س ن: ؟ص

**انگریزی تراجم:**

Morals for the hearts:Bruce B Lawerance(Trans) : Paulist Press, New York:1992:404pp

Fawaid ul Fawad:Zia ul Hassan(Trans):D K Print World,New Delhi:1996:495pp

فوائد الفواد کے افادات پر بیسیوں مقالات لکھے گئے اور دو کتابیں بھی سامنے آئیں:

فوائد الفواد کا علمی مقام [قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں]: مولانا سید اخلاق حسین قاسمی: مکتبہ

اسعدیہ، کراچی: بارِ اول ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء: ۴۲۴ص

جواہر الفوائد: مولانا غلام محمد: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی: س ن: ۹۳ص

**۱۰ افضل الفوائد:**

افضل الفوائد حضرت نظام الدین اولیا کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب اور جامع امیر خسرو ہیں۔ یہ مجموعہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ حصہ اول میں ۳۴ مجالس کا احوال لکھا گیا ہے، جبکہ دوسرے حصے میں ۱۷ مجالس کی روداد نویسی ہوئی ہے۔ صفر ۱۳۰۵ھ میں مطبع رضوی، دہلی کے اہتمام سے یہ مجموعہ اشاعت پذیر ہوا۔ حصۂ اول ۱۲۹ صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ حصۂ دوم ۱۳۰ سے لے کر ۱۹۶ صفحات تک پھیلا ہوا ہے۔

**اردو تراجم:**

**احسن الشوہد:** مولا بخش: ۱۸۹۵ء: ۶۲ص

احسن الشواہد اردو ترجمہ مولانا مولا بخش ابنِ اللہ بخش: مطبع رضوی، دہلی: ۱۳۱۳ھ: ۲ جلد: ۱۳۲ اور ۴۷ص

راحت المحبین: ملک فضل الدین، ملک چنن الدین، ملک تاج الدین تاجرانِ کتب قومی، لاہور [منشی نولکشور پریس، لاہور]: س ن: ۱۶۴ص

سخنِ محبوب یعنی احسن الشواہد: مولا بخش: کتب خانہ نذیریہ، دہلی: س ن: ۱۴۴ص

راحت المحبین: رشید بک ہاؤس: س ن: ۷۵ص

**افضل الفوائد:** محمد لطیف ملک [مترجم]: نگارشات پبلشرز، لاہور: ۲۰۰۸ء: ۲۹۶ص

**افضل الفوائد:** محمد مظفر عالم جاوید [مترجم] بک ہوم، لاہور: ۲۰۱۱ء: ؟ص

ہشت بہشت میں شامل اس مجموعے کا ترجمہ دو عنوانات کے تحت آیا ہے۔ پہلی جلد کو افضل الفوائد اور دوسری کو راحت المحبین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

**○خلاصۃ اللطائف:**

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کا یہ پہلا مجموعۂ ملفوظات ہے، جو عربی زبان میں لکھا گیا۔ سیر الاولیا میں اس مجموعے کا ایک اقتباس نقل ہوا ہے۔ بعد ازاں یہی اقتباس اخبار الاخیار میں بھی آیا ہے۔ اس اقتباس کی بدولت اس مجموعے کا نام محفوظ رہا ہے۔ مجموعہ گم ہو چکا ہے۔ اب اس کا کوئی نسخہ محفوظ نہیں۔ اس مجموعے کے مرتب مولانا علی بن محمود جاندار ہیں۔

**○مجموع الفوائد:**

مرتبِ کتاب حضرت نظام الدین اولیا کے مرید اور خواہر زادے تھے۔ سیر الاولیا میں اس مجموعے کا ذکر ہوا ہے۔

**○ملفوظات المشائخ:**

جامعِ ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔ یہ مجموعہ مرورِ ایام سے محفوظ نہیں رہا۔ اس کا ذکر سیر الاولیا میں ہوا ہے۔

**○دُررِ نظامی:**

دررِ نظامی مولانا علی بن محمود جاندار کا مرتبہ مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ تیس ابواب پر مشتمل ہے۔ مرتبِ ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔ وہ ۱۳۔ رمضان المبارک ۷۰۸ھ کو حلقہ بگوش ہوئے۔ یہ مجموعہ اصلاً فارسی زبان میں ہے اور ابھی تک اشاعت پذیر نہیں ہوا۔ البتہ اس کا اردو ترجمہ بعنوان دررِ نظامی موسومہ گفتارِ محبوب ۱۹٦۵ء میں کتب خانۂ نذیریہ، دہلی کے اہتمام سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا۔ مترجم محمد

یٰسین علی تھے۔ ترجمہ ۲۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نے اس مجموعے کے دو خطی نسخوں کا تذکرہ کیا ہے، جو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) اور سالارِ جنگ میوزیم (حیدر آباد) میں موجود ہیں۔ (۲)، لیکن انھوں نے اس رسالے کا نام دُررِ نظامیہ لکھا ہے جو درست نہیں، کیونکہ پروفیسر محمد اسلم نے لکھا ہے کہ:: ''دونوں مخطوطوں میں [؟ کے] متن میں اس کا نام دُررِ نظامی لکھا ہے، اس لیے میں اسے ہی صحیح سمجھتا ہوں''۔ (۳) اس مجموعے کے اردو ترجمے میں بھی اس کا نام دررِ نظامی آیا ہے۔

O قوام العقائد :

قوام العقائد محمد جمال قوام کی تصنیفِ لطیف ہے۔ محمد جمال شمس العارفین قوام الدین کے پوتے تھے۔ شمس العارفین کو حضور نظام الدین اولیا کی غلامی کا شرف بھی حاصل تھا اور خلافت کا بھی۔ محمد جمال قوام نے یہ مجموعۂ ملفوظات اور مناقب ۷۵۵ھ کو دولت آباد میں سلکِ تحریر میں پرویا۔ اس کا متن پہلی بار ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء میں قندِ پارسی، نئی دہلی میں اشاعت پذیر ہوا۔ متن کی تصحیح، ترتیب اور تہذیب پروفیسر نثار احمد فاروقی نے کی۔ اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے، جس کے طباعتی کوائف یہ ہیں: قوام العقائد: نثار احمد فاروقی [مترجم]: لبرٹی آرٹ پریس، دہلی: ۱۹۹۴ء: ۱۳۱ص

یہ مجموعہ نو ابواب پر مشتمل ہے۔

O انوار المجالس:

مرتبِ ملفوظات خواجہ، بابا فرید غریب نواز کے نواسے، مولانا سید بدر الدین اسحٰق کے فرزندِ ارجمند اور حضور نظام الدین اولیا کے مرید اور تربیت یافتہ تھے۔ وہ اس بارگاہِ عرش مقام میں پیش امام کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ ان کے مرتبہ مجموعے کا ذکرِ خیر سیر الاولیا میں آیا ہے، لیکن اب یہ مجموعہ نایاب ہے۔

**O تحفتہ الابرار و کرامتہ الاخیار:**

مرتب نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔ انھوں نے اپنے پیر و مرشد کے احوال اور ملفوظات کی ترقیم کی۔ یہ مجموعہ حضور نظام الدین اولیا کی نگاہِ کیمیا اثر سے گزرا تھا۔ سیر الاولیا میں اس مجموعے کا تذکرہ آیا ہے۔ اب یہ مجموعہ گم ہو چکا ہے۔

**O سیر الاولیا فی محبت الحق جل وعلا:**

سلسلۂ چشتیہ کے احوال و ملفوظات میں لکھی گئی سب سے اہم اور مستند کتاب ہے۔ اس کے کئی قلمی نسخے ملتے ہیں، لیکن کوئی بھی مخطوطہ عہدِ اکبری سے پہلے کا محفوظ نہیں۔ اس کا متن ۱۸۶۰ء میں پہلی بار دہلی سے اشاعت پذیر ہوا۔ دوسری بار یہ کتاب چرنجی لال نے مطبع محبِ ہند کے زیرِ اہتمام شعبان ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء میں شائع کی۔ ۱۹۷۸ء میں اسلام آباد، مرکزی تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان سے چرنجی لال ایڈیشن [مبنی بر ۶۰۶ صفحات] کا عکسی متن سامنے آیا۔ ۱۹۲۳ء میں لاہور سے اس کا پہلا اردو ترجمہ چھپا۔ بعد ازاں اعجاز الحق قدوسی نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو مرکزی اردو بورڈ، لاہور سے اشاعت پذیر ہوا۔ غلام احمد خان بریاں کا ترجمہ مشتاق بک کارنر، لاہور نے بھی شائع کیا اور ۱۹۷۸ء میں الکتاب، لاہور نے بھی [مشتمل بر ۵۸۶ ص]۔

**O چہل روزہ:**

راجکمار ہر دیو خواجہ نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔ ان کا یہ مجموعہ معروف معنوں میں ملفوظات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک طرح کا روز نامچہ ہے۔ راجکمار ۶۹۷ھ میں پہلی بار اپنے شیخ کی زیارت سے فیض یاب ہوا، پھر اٹھائیس سال میں وقتاً فوقتاً ان کی بارگاہِ عرش مقام میں حاضر ہوتا رہا۔ اس اکتسابِ فیض کی تفصیل چہل روزہ میں ملتی ہے۔ خواجہ حسن نظامی کو اس مجموعے کا ایک نسخہ بھرت پور کے کتب خانے سے حاصل ہوا تو

انھوں نے نظامی بنسری کے نام سے اس کا ترجمہ کیا۔ یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس کی معلوم اشاعتوں کے کوائف یہ ہیں:

اردو تراجم:

نظامی بنسری: اہل بیت پریس، دہلی: طبع دوم ستمبر ۱۹۴۵ء / رمضان ۱۳۶۴ھ: ۴۹۶ص

نظامی بنسری: یونین پرنٹنگ پریس، دہلی: ۱۹۶۰ء: ۵۱۲ص

نظامی بنسری: خواجہ اولاد کتاب گھر، دہلی: ۱۹۶۰ء: ۵۱۲ص

نظامی بنسری: خواجہ حسن نظامی میموریل سوسائٹی، دہلی: ۱۹۸۴ء: ۵۴۴ص

نظامی بنسری: قوسین پبلشرز، لاہور: بارِ اول ۱۹۹۶ء: ۴۸۰ص

نظامی بنسری: نگارشات پبلشرز، لاہور: ۲۰۰۷ء: ۴۲۴ص

نظامی بنسری: درگاہِ حضرت نظام الدین اولیاؒ، دہلی: ۲۰۰۹ء: ۵۴۴ص

نظامی بنسری: Kaushal prakashan، دہلی: ۱۹۶۶ء: ص

ڈاکٹر محمود الرحمن نے اس مجموعے کی تلخیص بھی کی جو نظامی بنسری ہی کے نام سے ۲۰۰۰ء (۲۴۱ص) میں دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔ ر ۲۰۰۳ء: ۲۴۱ص ر ۲۰۱۳ء: ۲۴۱ص.

○ خیر المجالس:

خیر المجالس کے جامع اور مرتب حمید قلندر حضور محبوب الہیٰ کے مرید تھے۔ وہ حمید شاعر کے نام سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ وہ اپنے پیر و مرشد کے علاوہ برہان الدین غریب اور خواجہ نصیر الدین چراغ کی محفلوں میں بھی حاضر باش رہے۔ ان کے والدِ گرامی کا نام مولانا تاج الدین تھا۔ وہ بھی حضور نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔ حمید قلندر نے خواجہ نصیر الدین چراغ کی سو مجالس کی روداد نویسی کی: " میں نے ۷۵۵ھ میں اسے شروع

کیا اور مدت ایک سال میں کہ ۷۵۶ھ تھا، تمام کر کے خیر المجالس نام رکھا"۔(۴) چشتیہ نظامیہ ادب کے سرمائے میں خیر المجالس اپنے مستند مواد اور پُر اثر اسلوب کی بنا پر بہت اہمیت کا حامل مجموعہ ہے۔ ۱۹۵۸ء میں اس کتاب کا انتقادی متن پروفیسر خلیق احمد نظامی (م ۱۹۹۷ء) نے مرتب کیا تھا جو شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے شائع ہوا [۷۲۲۸۲۷+۳۰۷ص]۔

مولوی احمد علی سیماب رامپوری بن مولوی محمد علی نے سراج المجالس کے عنوان سے اس کا اردو ترجمہ کیا تھا جو کئی بار اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ ترجمے کے چند طباعتی کوائف یہ ہیں :

سراج المجالس: مسلم پریس، دہلی: ۱۸۹۸ء/۱۳۱۶ھ: ۲۳۴ص

سراج المجالس: مسلم پریس، دہلی: ۱۳۱۵ھ: ۳۳۶ص

سراج المجالس: جامعہ ملیہ پریس، دہلی: ۱۳۴۷ھ: ؟ص

خیر المجالس: نسیم بک ڈپو، لکھنؤ: ۱۹۶۸ء: ۳۳۶ص

سراج المجالس: واحد بک ڈپو، جونہ مارکیٹ، کراچی۔ ۲: س ن: ۳۹۶ص/ س ن: ۲۹۲ص

سراج المجالس: پرویز بک ڈپو، دہلی [ناز پبلشنگ ہاؤس، دہلی]: س ن: ؟ص

انگریزی ترجمہ:

Khair ul majalis:Hamid Afaq Siddiqui,Ishrat Husain Ansari:Idarah i Adabiyat,Delhi:1St edition 2010:239p

O مفتاح العاشقین:

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ملفوظاتِ گرامی کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے میں دس مجالس کی روداد نقل ہوئی ہے۔ اصل مجموعہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ البتہ اس کے تین مطبوعہ ترجمے نظر نواز ہوئے ہیں:

مفتاح العاشقینا ردو ترجمہ از ملک فضل الدین نقش بندی مجددی: اللہ والے کی قومی دکان، لاہور: س ن: ۲۲۴ص)

روشن چراغ اردو ترجمہ مفتاح العاشقین: معین نظامی: الحسین پبلی کیشنز، لاہور: ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء: ۸۰ص

مفتاح العاشقینا ردو ترجمہ از نامعلوم مترجم مشمولہ در ہشت بہشت: نوری کتب خانہ، لاہور: ۲۰۰۲ء: ص ۶۷۱ تا ۶۹۴۔

O اخبار الاخیار:

یہ مجموعہ خواجہ برہان الدین غریب کے ملفوظاتِ گرامی پر مشتمل تھا۔ مرتب اس مجموعے کے حمید قلندر تھے۔ اس میں بیس مجالس کا احوال لکھا گیا تھا، لیکن اب یہ مجموعہ گم ہو چکا ہے۔ دکن سے آنے کے بعد حمید قلندر نے یہ ملفوظاتِ گرامی خواجہ نصیر الدین چراغ کی خدمت میں پیش کیے۔ خواجہ نے اس مجموعے کی ورق گردانی فرمائی۔ مختلف مقامات سے پڑھا اور جامعِ ملفوظات کی ان الفاظ میں تحسین فرمائی: "درویش تم نے خوب لکھا ہے"۔ (۵) پروفیسر محمد اسلم کے بقول: "عبد اللہ خویشگی نے معارج الولایت میں لکھا ہے کہ نفائس الانفاس حضرت برہان الدین غریب کے ملفوظات کا وہی مجموعہ ہے جو حمید قلندر نے مرتب کیا تھا۔ یہاں عبد اللہ خویشگی کو سہو ہوا ہے۔ نفائس الانفاس کے مرتب عماد کاشانی [؟] تھے"۔ (۶) اس ضمن میں ایک سہو پروفیسر صاحب کو بھی لاحق ہوا، کیونکہ نفائس الانفائس کے مرتب عماد کاشانی نہ تھے، بلکہ یہ مجموعہ عماد کاشانی کے صاحبزادے رکن الدین دبیر کا مرتبہ تھا۔

O نفائس الانفاس:

نفائس الانفاس کا آغاز رمضان ۷۳۲ھ کو ہوا اور اس مجموعے کی آخری مجلس ۴۔ صفر ۷۳۸ھ کو انعقاد پذیر ہوئی۔ ساڑھے پانچ سال کے دورانیے میں مرتبِ ملفوظات کو اڑتالیس (۴۸) مجالس میں شرکت کی

سعادت نصیب ہوئی۔ انھوں نے فوائد الفواد کے اتباع اور تقلید میں دن، مہینے اور سال کی ترقیم کے ساتھ مجالس کی روداد قلم بند کی۔ انھوں نے اپنے شیخ کو مختلف کیفیات میں دیکھا؛ ان کی خوش آثار مجالس سے کسبِ فیض کیا اور ان کی زبانِ درربار سے جو کچھ سنا، اسے اپنے معجز رقم قلم کی بدولت آئندہ زمانوں کے لیے محفوظ کیا۔ اس مجموعے کے خطی نسخے کبھی زیادہ عام نہیں رہے۔ ندوۃ العلمائ، لکھنؤ کے کتب خانے میں اس کا ایک کرم خوردہ نسخہ محفوظ ہے۔ ایک نسخہ حضرت برہان الدین غریب کی بارگاہِ عرش مقام کے گدی نشین کے پاس موجود ہے۔ ان دو نسخوں کے علاوہ کوئی تیسرا نسخہ دنیا کے کسی کتب خانے میں محفوظ نہیں۔

شبیب انور علوی کاکوروی نے اس مجموعے کا اردو ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ۲۰۱۲ء میں (بذریعہ مدیر تصفیہ) اشاعت آشنا ہوا۔ ۱۵۵ صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ متن کے بہت قریب، نہایت سہل اور رواں دواں ہے۔ اس میں تازگی اور شادابی کا رنگ رس اپنی بہار دکھا رہا ہے۔ ترجمہ نگار کو دونوں زبانوں پر مہارت اور دسترس حاصل ہے، جس کا اظہار ترجمے کی ایک ایک سطر سے نمایاں ہے۔ انھوں نے ۱۲ صفحات پر مبنی ایک عمدہ مقدمہ بھی سپردِ قلم کیا ہے، جو اس مجموعۂ ملفوظات، صاحبِ ملفوظات اور ملفوظات نگار کے حوالے سے اہم اور نادر معلومات کا خزینہ ہے۔

پروفیسر محمد اسلم نے اس مجموعے کے مرتب کا نام عماد الدین کاشانی لکھا ہے جو درست نہیں۔

### ۱۰ احسن الاقوال

مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ یہ نسخہ بقولِ پروفیسر محمد اسلم: '۹۷ ورق' پر مشتمل ہے۔ (۷) اس کا ایک نسخہ پروفیسر محمد حبیب کے پاس بھی تھا۔ (۸) نثار احمد فاروقی نے احسن الاقوال کے ایک قلمی نسخے کا تعارف جرنل آف سکھ اسٹڈیز، امرتسر میں کرایا تھا، وہ ان دونوں نسخوں کے علاوہ کوئی تیسرا نسخہ تھا۔ اب موخر الذکر دونوں نسخے کہاں ہیں، کچھ معلوم نہیں۔ ایک نسخہ

بار گاہِ برہان الدین غریب کے لنگر میں بھی موجود ہے۔ اس مجموعے کی ترتیب و تہذیب ۷۳۸ھ کو عمل میں آئی۔ مرتبِ ملفوظات خواجہ برہان الدین غریب کا حلقہ بگوش تھا۔ نثار احمد فاروقی نے لکھا ہے کہ اس کا: "اردو ترجمہ مولوی عبد المجید وکیل اورنگ آبادی نے بہت زمانہ ہوا، شائع کرایا تھا" ۔(۹)، لیکن یہ ترجمہ راقم کی نظر سے نہیں گزرا۔

**Oنافع السالکین:**

نافع السالکین خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔اس کے مرتب اور جامع مولوی امام الدین ہیں۔ مولوی صاحب موصوف خواجہ سلیمان تونسوی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ وہ اپنے عہد کے بہت بڑے عالم اور دانا انسان تھے، لیکن افسوس کہ چشت کے معاصر تذکرے اُن کے ذکرِ خیر سے خالی ہیں۔ وہ کب پیدا ہوئے اور انھوں نے کب اور کہاں وفات پائی؟ کچھ معلوم نہیں۔ مولوی امام الدین کو مدتوں اپنے پیرو مرشد کی بار گاہِ تقدس مآب میں ناصیہ فرسائی کی سعادت حاصل رہی اور وہ اس زمانے میں ان مجالس کی روداد نویسی میں منہمک رہے، جو تونسہ مقدسہ کی پُر خلوص اور علم پرور فضا میں انعقاد پذیر ہوئیں۔

نافع السالکین خواجہ سلیمان تونسوی کے دیگر مجموعہ ہائے ملفوظات میں منفرد بھی ہے اور ممتاز بھی۔ یہ مجموعہ فارسی زبان میں ہے اور دوبار اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ اولاً اس مجموعے کی اشاعت کی سعادت منشی محمد منیر کے حصے میں آئی، جنھوں نے حافظ عزیز الدین کی فرمائش پر اسے اپنے پریس (ہوپ پریس، لاہور) سے ۱۲۸۵ھ میں اشاعت آشنا کیا اور یوں یہ دُرِ بے بہا تونسہ مقدسہ کی عارفانہ تجلیات کا لبادہ اوڑھ کر عشق اور معرفت کی کیفیات کا ترجمان ہوا۔ اس مجموعے کی کتابت کے فرائض محمد فضیل لودھی نے انجام دیئے۔ یہ مجموعہ ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

ثانیاً یہ مجموعہ حافظ عزیز الدین نے ۱۸۹۲ء/۱۳۱۰ھ میں مطبع مرتضوی، دہلی سے شائع کیا۔ اس کے صفحات ۱۶۰ ہیں۔ اس کی کتابت محمد ظریف ڈوگرانوالہ نے کی۔ حافظ عمر دراز نے قطعۂ تاریخ کہا:

طبعِ این ملفوظ مطبوعِ جهانی اوفتاد

هر که دیدش یافت در کف گوهرِ درجِ مراد

گفت فائض سالِ طبع دل کش از روی کمال

گوهرِ دریای معنی مخزنِ گنجِ سداد

ڈاکٹر محمد حسین للہی نے تذکرۂ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے عنوان سے اس کا اردو میں ترجمہ کیا، جو اشرف پریس، لاہور سے شائع ہوا۔ سنہ اشاعت مذکور نہیں۔ البتہ مترجم نے اپنے دیباچے کے آخر میں رجب ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء کی تاریخ رقم کی ہے۔ اس کے صفحات کی تعداد ۳۷۶ ہے۔ ترجمہ ۳۶۸ صفحات کو محیط ہے۔ ۳۶۹ سے ۳۷۴ تک پانچ صفحات خواجہ فیض بخش للہی کے احوال و آثار پر مشتمل ہیں، جبکہ آخری دو صفحات پر مختلف کتابوں کی فہرست دی گئی ہے، جو شعاعِ ادب، لاہور کے زیرِ اہتمام مطبوع ہوئیں۔

ڈاکٹر محمد حسین للہی نے مولوی امام الدین کو پاک پتنی لکھا ہے، جبکہ وہ خود اپنے آپ کو بستی شاہ اعظم (ریاست بہاولپور) کا باشندہ بتاتے ہیں۔ مرتبِ ملفوظات نے کتاب کے آخر میں اپنا تعارف یوں کرایا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ: ”امام الدین ولد میاں تاج محمود خلف میاں حافظ شرف الدین متوطن شاہ اعظم غفر اللہ لہم (۱۰)“۔

## نافع السالکین کے خطی نسخے:

(۱) نافع السالکین: کاتب محمد بخش: مکتوبہ یازدہم ۱۲۸۳ھ: ۲۷۰ص: کیفیت مکمل نسخہ

(۲) نافع السالکین مخزونہ کتب خانہ محمودیہ، تونسہ مقدسہ: کاتب احمد الدین نو مسلم پاک پتنی: مکتوبہ ۱۸۔ ربیع

الاول ۱۲۸۵ھ: کیفیت خوب صورت اور مکمل نسخہ

(۳)نافع السالکین: کاتب نامعلوم: مکتوبہ ۱۲۹۹ھ

(۴)نافع السالکین مخزونہ کتب خانہ مولانا محمد دین، مکھڈ شریف: مکتوبہ ۱۲۷۶ھ: کیفیت کرم خوردہ

(۵)نافع السالکین مخزونہ کتب خانہ مولانا محمد علی، مکھڈ شریف: مکتوبہ ۱۲۷۷ھ: ۲۹۴ص

(۶)نافع السالکین مملوکہ محمد اجمل چشتی فاروقی، مکھڈ شریف: کاتب فخر الدین احمد چشتی: ۳۸۰ص

(۷)نافع السالکین مخزونہ کتب خانہ درگاہِ معلیٰ، مکھڈ شریف: کاتب محمد زبیر بن قاری اللہ دین بن فیض بخش جیو: مکتوبہ ۲۸۔ ذی قعدہ ۱۲۷۹ھ: ۲۱۳ص

(۸)نافع السالکین مخزونہ مکتبۂ چشتیہ، غلام محمد آباد (فیصل آباد): کاتب احمد حسن بن شمشاد: مکتوبہ ۱۳۔ رمضان ۱۳۰۲ھ: ۲۰۹ص

(۹)نافع السالکین مملوکہ اللہ بخش اسد نظامی، چک آر۔ ۱۰/۱۱۴، جہانیاں: کاتب غلام رشید بن مولوی محمد رمضان بن مولوی عبد الہادی: مکتوبہ ۲۴۔ شوال ۱۳۰۶ھ: ۳۹۳ص

(۱۰)نافع السالکین مملوکہ اللہ بخش اسد نظامی، چک آر۔ ۱۰/۱۱۴، جہانیاں: کاتب غلام رشید بن مولوی محمد رضا: مکتوبہ ۲۳۔ جمادی الاول ۱۳۱۱ھ: ۷۴۳ص

(۱۱)نافع السالکین مخزونہ کتب خانہ جھنڈیر، وہاڑی: کاتب گل حسن بن میاں نور احمد: مکتوبہ ۳۰۔ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ: ۲۲۶ص

O**مناقب شریف:**

مناقب شریف (مناقبِ سلیمانیہ) حافظ احمد یار پاک پٹنی کا مرتبہ مجموعۂ احوال و ملفوظات ہے۔ حافظ صاحب ۱۲۳۵ھ میں خواجہ پیر پٹھان کی غلامی میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے پیر و مرشد کی پُر

انوارِ زندگی کے ضیابار لمحوں کی عکس گری میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ انھیں جب بھی موقع ملا، وہ تونسہ مقدسہ کی خوش آثار فضا میں سانس لیتے رہے اور غریب نواز کی عنبر فشاں گفتار کے رنگ ان کے تخلیقی وجدان کا حصہ بنتے گئے۔ انھوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا، اسے اپنے مجموعے کے خوش رنگ مناظر میں سمو دیا۔ حافظ صاحب کی جزئیات نگاری: کلیات کا پیکر اوڑھتی رہی اور یوں یہ عطر بیز اور مشکبار مجموعۂ ملفوظات معرضِ وجود میں آیا۔

مناقب شریف احوال و آثار اور ملفوظات و فرمودات کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جو ملفوظاتی ادب کی تاریخ میں کئی حوالوں سے منفرد اور ممتاز رویوں کا حامل ہے۔ اس مجموعے میں سوانحی رنگ بھی ہیں اور حسنِ گفتار کی خوشبو بھی؛ اس میں تاریخی احوال بھی ہیں اور زمانی واقعات بھی؛ اس میں کتابوں کا تذکرہ بھی ہے اور علمی حوالے بھی؛ اس میں مکتوبات بھی ہیں اور اوراد و وظائف بھی؛ اس میں تجربے کی رعنائی بھی ہے اور مشاہدے کی زیبائی بھی۔۔۔۔ در اصل یہ مجموعہ حافظ احمد یار کے ظاہری اور باطنی سفر کا پیش نامہ ہے۔ زمینی اور زمانی حوالے سے یہ سفر بتیس برسوں کو محیط ہے، لیکن روحانی اور باطنی رنگ میں اس سفر کا دائرہ صدیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ سفر پاک پتن شریف، احمد پور شرقیہ اور تونسہ مقدسہ کے مابین جاری رہا، لیکن اس سفر میں ازل سے ابد تک کے مناظر اپنی جھلک دکھلاتے رہے اور احمد یار اس سفر کی ابد تابی سے پیالہ گیر رہا۔

مناقب شریف میں خواجہ پیر پٹھان کے خلفا کا ذکرِ خیر بھی ہے۔ یہ مجموعہ اپنے دامن میں اتنے خلفا کے آثار کو سموئے ہوئے ہے کہ دوسرا کوئی بھی مجموعہ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ بعض خلفا کے نامِ نامی اور احوالِ گرامی پہلی بار اس مجموعے کی وساطت سے جلوہ گر ہوئے۔ یہ مجموعہ اس حوالے سے بھی بے پناہ اہمیت کا حامل ہے۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی (م ۱۳۱۹ھ) کے حکم اور ایما پر مولانا یار محمد بنڈی نے اس مجموعے کی تلخیص کا کام انجام دیا۔ ملخص تو بقائے دوام کے دربار میں روشناسِ خلق ہوا، مگر مناقب شریف کہیں طاقِ گمنامی گم ہو کر رہ گیا۔ اس کے خطی نسخے بھی کبھی عام نہیں۔ لے دے کر اس کا ایک نسخہ محفوظ رہا، جس سے وابستگانِ سلسلہ عکسی

نقول بنواتے رہے۔ معلوم نہیں کہ وہ نسخہ اب کہاں ہے؟ البتہ اس کے عکس کئی احباب کے پاس موجود ہیں۔ مجھے اس کی نقل پیر محمد اجمل چشتی کے کتب خانے سے میسر آئی۔ یہ اوّل و آخر سے ناقص اور ناتمام ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں کم و بیش دس پندرہ صفحات کم ہیں۔ آخر میں بھی اسی قدر اوراق موجود نہیں۔ ابتدائیے اور ترقیمے کی عدم موجودگی کی بنا پر کتنے ہی گوہر ہائے آبدار ہماری نظروں سے پنہاں ہوگئے۔ موجود صورت میں یہ نسخہ ۱۰۱۰ صفحات کو محیط ہے۔ ہر صفحے پر کم و بیش انیس بیس سطریں ہیں اور ہر سطر تئیس چوبیس الفاظ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس نسخے کے مختلف اجزا تین کاتبوں کے فنِ کتابت کے امین ہیں۔ پورا نسخہ خطِ شکستہ میں لکھا گیا ہے۔ ایک کاتب کی شکستہ نگاری کا تو یہ عالم ہے کہ اس کے لکھے ہوئے لفظ سلکِ مفہوم کی سفتہ کاری کے عمل میں ہاتھ نہیں آتے اور اُنھیں حسنِ معانی کی قطار میں گامزن رکھنے میں دقت پیش آتی ہے۔ پختہ کاری اس کاتب کا حسن ضرور ہے، لیکن اس کی جنبشِ قلم سے بننے والے دائرے اور قوسیں لفظ کے عکس کو معنی کے خیال کے مدار میں لانے سے گریزاں رہتے ہیں اور یوں ان کی تفہیم کا کلی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بقیہ دو کاتب خوش نگار ہیں۔ ان کی شکستہ نگاری الفاظ کی خواندگی میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ ان کاتبوں نے کہیں بھی اپنا نام و نشان نہیں بتایا کہ کون تھے اور کہاں بیٹھ کر اپنے فن کے اظہار میں مگن رہے؟

**O راحت العاشقین:**

راحت العاشقین خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے احوال اور ملفوظاتِ گرامی کا تیسرا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب میاں محمد درزی بن موسیٰ درزی ہیں۔ میاں محمد درزی (م ۱۲۹۵ھ) خواجہ غریب نواز کے مرید تھے۔ اُن کے والد بھی خواجہ کے دامن گرفتہ تھے۔ والد کی وفات کے بعد میاں محمد اور اُن کے بھائی عبد اللہ کی پرورش خواجہ غریب نواز کے دامن شفقت میں ہوئی۔ وہ ساری زندگی تونسہ مقدسہ میں رہے۔ خواجہ غریب نواز کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد مولوی محمد سرفراز فریدی اور دیگر پیر برادران کی فرمائش پر میاں محمد

نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔ حاجی نجم الدین سلیمانی (م۱۲۸۷ھ) مرید و خلیفہ خواجہ پیر پٹھان نے اِس کتاب کا نام راحت العاشقین رکھا۔ مولوی محمد عمر نے اس کتاب کو اخبار الاذکار در احوالاتِ مختار الاخیار کے عنوان سے تعبیر کیا، جبکہ میاں محمد درزی نے اپنی تصنیفِ لطیف کو گلشنِ اسرار کے نام سے موسوم کیا۔ یہ مجموعۂ ملفوظات اصلاً فارسی میں ہے اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ البتہ اِس کا ایک اردو خلاصہ مولوی عنایت اللہ چکڑالوی (م۱۹۹۳ء) نے کیا جو ساجد نظامی کی کاوش سے نظامیہ دارالاشاعت، کھڈ شریف کے اہتمام سے ۲۰۰۷ء میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اِس مجموعے میں خواجہ پیر پٹھان کی مقدس زندگی کے احوال بھی ہیں اور اُن کے واقعات بھی۔

اِس میں کشف و کرامت کا رنگ بھی ہے اور ملفوظات کی جمال آفرینی کا آہنگ بھی۔ ملفوظات نگاروں کے جھرمٹ میں، میاں محمد درزی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ سب سے زیادہ خواجہ پیر پٹھان کے زیرِ سایہ رہے۔ اِس قربت نے اُنھیں اپنے پیر و مرشد کے حسنِ عمل اور حُسنِ گفتار کے مظاہر اور مناظر کی عکس اندازی کا ایسا موقع فراہم کیا کہ کوئی بھی دوسرا عقیدت گزار اِس مقام اور مرتبے پر فائز نہیں ہو سکا۔

اس دُرِ بے بہا کے دو خطی نسخے محفوظ ہیں، جن کے کوائف ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

**(الف) راحت العاشقین رگلشنِ اسرار مملوکہ درگاہِ عالیہ میرا شریف:**

یہ نسخہ صاف اور خوانا بھی ہے اور نجیب الطرفین بھی۔ ۳۰۴ اوراق (۶۰۸ صفحات) پر مشتمل اس نسخے کے ابتدائی صفحات پر مندرجات کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ ہر صفحے پر سترہ سطریں اور ہر سطر میں پندرہ سے زائد لفظ رقص کناں ہیں۔ نسخے کے پہلے ورق پر خواجہ احمد میروی کی مہر دو جگہ ثبت ہے۔ اس مہر میں یہ شعر مرقوم ہے:

حبِ حق و حبِ محبوبانِ حق
در دلِ احمد بود ہر دم سبق

ہر دو مصرعوں کے درمیاں ۱۳۱۳ھ کا سنہ بھی لکھا ہوا ہے۔ مہر کے نیچے خواجہ میروی کے دوسرے سجادہ نشین فقیر عبد اللہ صاحب کی طرف سے یہ عبارت رقم ہے: "۱۳۴۳ھ۔ این ملفوظ شریف حضرت صاحب تونسوی در ملکِ لنگر میر اشریف است۔ الراقم مسکین فقیر عبد اللہ از میر اشریف۔ تصنیف میاں محمد درزی"۔

اسی صفحے پر احمد شاہ نام کے کسی شخص کے دستخط ہیں اور نیچے ۱۶۔ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ کی تاریخ رقم ہے۔ نسخے میں کسی طرح کا کوئی ترقیمہ نہیں، جس سے کاتب کا کوئی نشان ملتا۔ کاتب خوش خط اور خوش نگار ہے۔ قدرے شکستہ رنگ میں اس نے اپنی ہنر کاری اور فنی کرامت کا وہ کرشمہ دکھایا، جو رنگ اور آہنگ کی جلوہ پیرائی اس خوش نویس کی خوش نگاری کا وصف ہے اور یہ وصف اسے اس کوچے کے دیگر فن شناسوں سے ممتاز اور ممیز کرتا ہے۔

**(ب) راحت العاشقین رگلشنِ اسرار مملوکہ درگاہِ عالیہ میر اشریف:**

راحت العاشقین کا پیشِ نظر نسخہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ کاتب نے ترقیمہ نہیں لکھا۔ البتہ نسخے کے اختتام پر سنۂ تکمیل ۱۲۸۳ھ تحریر کیا۔ نسخہ ۵۵۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے پر سترہ سطور ہیں۔ ہر سطر سولہ سترہ لفظوں کو محیط ہے۔ اس نسخے کے پہلے صفحے پر میر اشریف کے بزرگ عبد اللہ صاحب کے قلم سے یہ عبارت درج ہے: "۱۳۴۳ھ۔ از تصنیفِ میاں محمد درزی۔ این ملفوظ شریف حضرت صاحب تونسوی در ملکِ لنگرِ میر اشریف۔ الراقم مسکین فقیر عبد اللہ از میر اشریف"۔

یہ نسخہ نہایت صاف ستھرا، خوانا اور حسنِ کتابت کا عمدہ نمونہ ہے۔ گل محمد چودھواں کی طرح اس نسخے کا کاتب بھی فنِ کتابت میں ممتاز ہے۔ دبستانِ تونسہ کو ہر معیار اور استعداد کے کاتب میسر رہے، مگر اس ہجوم میں متذکرہ بالا دونوں کاتب اپنے فن پر دسترس کے باعث علیحدہ شان رکھتے ہیں۔ کاش اس کاتب کا نام بھی معلوم ہو جاتا، تاکہ اس کا ثمر کتابت اس کے نامِ گرامی سے منسوب ہو سکتا اور کے احوال کی جستجو ممکن

ہوتی۔ بہر حال یہ مجموعۂ ملفوظات اپنے کاتب کے لیے دُعائے خیر اور پروانۂ نجات ضرور ہے اور اس سے وہ یقیناً ثمر ور ہو گا۔

**Oملفوظ شریف:**

ملفوظ شریف خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے احوال اور ملفوظات کا چوتھا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب مولوی غلام حیدر سکھانی ہیں۔ مولوی موصوف خواجہ کے مرید تھے۔ اب ان کی اولاد و امجاد اُنھیں خواجہ تونسوی کا خلیفہ بھی بتاتی ہے، لیکن قدیم ملفوظاتی اور سوانحی کتب میں اُن کا ذکرِ خیر کہیں بھی خلفا کی فہرست میں نہیں ہوا۔ ملفوظ شریف کی ترتیب و تہذیب چار سالوں کو محیط ہے۔ بارہ رمضان المبارک ۱۲۵۶ھ کو اس مجموعے کی تحریر و تسوید کا آغاز ہوا اور پھر یہ سلسلہ ۱۲۵۹ھ تک جاری رہا۔ اس مجموعے میں ۱۲۹ مجالس کی روداد نگاری کے مناظر رقم ہوئے۔

اس مجموعے کو موضوعاتی اطوار سے تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

پہلے حصے میں: خواجہ پیر پٹھان کی زندگی کے اہم تر احوال اور آثار بیان ہوئے ہیں۔

دوسرے حصے میں: تاریخ وار ملفوظات لکھے گئے، جبکہ تیسرا حصہ خواجہ غریب نواز کے خلفا کے بیان میں ہے۔

اِس مجموعے کا ایک مکمل ترجمہ مولوی فقیر محمود سدیدی نے کیا، لیکن متنِ کتاب کی طرح یہ بھی غیر مطبوعہ صورت میں منتظرِ اشاعت ہے۔

اس کے دو خطی نسخے محفوظ ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

**(الف) ملفوظ شریف مکتوبہ غلام فخر الدین:**

ملفوظ شریف کا پیشِ نظر نسخہ ۱۷۔ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ کو تکمیل آشنا ہوا اور خواجہ حامد تونسوی کے لنگر خانے کی ملک رہا۔ ترقیمے میں لنگر شریف کی ملکیت کا اندراج خود کاتب کا نوشتہ ہے۔ اس نسخے سے کبھی تونسہ

مقدسہ کے در و بام معطر تھے، اب معلوم نہیں کہ یہ دُرِ گراں مایہ کس کتب خانے کی زینت ہے؟ البتہ اس کے عکسی نسخے عام ہیں اور پیر برادران کے کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ یہ نسخہ ۳۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے پر تیرہ سطریں ہیں اور ہر سطر میں نو دس الفاظ ہیں۔ ملفوظ شریف کے معلوم نسخوں میں یہ سب سے زیادہ صاف اور خوانا ہے۔ کاتب خوش رقم اور پختہ کار ہے۔

)ب)ملفوظ شریف مکتوبہ محمد حمید اللہ قریشی عیسیٰ خیلی:

ملفوظ شریف کا یہ نسخہ ۳۰۔ محرم ۱۳۵۳ھ/۱۹۔ مئی ۱۹۳۴ء کو مکمل ہوا۔ یہ نسخہ ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے پر تیرہ سطور ہیں اور ہر پندرہ سولہ الفاظ کو محیط ہے۔

O انتخابِ گلشنِ اسرار:

انتخابِ گلشنِ اسرار مولوی خدا بخش چوہان کا مرتبہ مجموعۂ احوال و مناقب ہے۔ مرتب نے میاں محمد درزی کی کتاب راحت العاشقین ر گلشنِ اسرار کا انتخاب کیا۔ انھوں نے اس مجموعے کو کسی نام سے موسوم کیا اور نہ ہی بحیثیت مرتب اس مجموعے پر اپنا نام لکھا۔ مولوی چوہان خواجہ پیر پٹھان کے مرید تھے۔ وہ بستی بغلانی کے متوطن تھے۔ درس و تدریس ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ وہ ساری زندگی اس کارِ خیر میں مصروف رہے۔ وہ کاتب بھی تھے۔ سلسلۂ چشتیہ کی بیسیوں کتابیں ان کے حسنِ قلم کی تابناکی کی ترجمان ہیں۔ پیشِ نظر مجموعہ مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ اس میں ملفوظات کی خوش آہنگی کا منظر نامہ صاحبِ ملفوظ کی خوش بیانی کا ترجمان ہے۔ نعیم مجددی نے فہرست سازی کرتے ہوئے اِس نسخے کا نام منتخب الاسرار لکھا ہے، جو درست نہیں۔ اگر اِس نسخے کو کوئی نام دینا ہو، تو انتخابِ گلشنِ اسرار کہا جاسکتا ہے۔ مولانا اللہ بخش رضا نے اِس مجموعے کا اردو ترجمہ بھی کیا، جو گلشنِ اسرار کے عنوان سے شائع ہوا، لیکن اِس ایڈیشن میں یہ غلطی در آئی کہ انھوں نے اِسے میاں محمد

درزی کی تصنیف لکھا ہے۔ فاضل ترجمہ نگار کی توجہ اِس جانب مبذول نہیں ہوئی اور وہ رواروی میں اِسے راحت العاشقین کے مصنف سے منسوب کر گئے۔

اس مجموعے کے دو خطی نسخے محفوظ ہیں، ان کی تفصیل یوں ہے:

**(الف) انتخابِ گلشنِ اسرار مکتوبۂ مرتب:**

یہ نسخہ خود مرتب کا مکتوبہ ہے۔ منتخب مناقبِ سلیمانیہ (مرتب یار محمد بنڈی) کے حاشیے پر مولوی خدا بخش چوہان نے اپنی تلخیص نقل کی۔ کاتب نے ترقیمے میں ۷۔ ربیع الثانی بروز دوشنبہ ۱۲۸۹ھ کی تاریخ دی ہے۔ یہ نسخہ ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

**(ب) انتخابِ گلشنِ اسرار مکتوبہ فقیر محمود سدیدی:**

اِس کا دوسرا نسخہ محمود السدیدی سلیمانی کا مکتوبہ ہے۔ یہ کتب خانۂ محمودیہ، تونسہ مقدسہ کی ملک ہے۔

**O منتخب المناقب:**

منتخب المناقب ساتواں مجموعہ ہے۔ یار محمد ذوقی ساکن بنڈی (م ۱۳۰۵ھ) اس کے مرتب اور جامع ہیں۔ یہ مجموعۂ ملفوظات حافظ احمد یار پاک پٹنی کے مرتبہ مجموعے مناقب شریف کے خلاصے اور تلخیص پر مشتمل ہے۔ یار محمد بن تاج محمد نے مختلف مریدوں اور نیاز مندوں کے حوالے سے بھی کچھ ملفوظات شامل کیے ہیں، جو اصل متن پر اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس مجموعے کو مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے، جیسے: منتخب المناقب، انتخابِ مناقبِ سلیمانیہ، مناقبِ سلیمانیہ وغیرہ۔ تلخیص نگار نے اس مجموعے کو متنِ کتاب میں منتخب المناقب کہا ہے، جبکہ سرورق پر اس کا نام انتخابِ مناقبِ سلیمانیہ لکھا گیا ہے۔ مطبوعہ ایڈیشن کے آخر میں مولوی عبد الجبار [مریدِ قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ آستانۂ عالیہ گولڑہ شریف] کی طرف سے جو اشتہار چھاپا گیا تھا، اس میں بھی اس مجموعے کا نام انتخابِ مناقبِ سلیمانیہ تحریر ہے۔ یہ مجموعہ ایک ہی بار ۱۳۲۵ھ میں لاہور سے

حمیدیہ سٹیم پریس سے اشاعت آشنا ہوا۔ مولوی عبد الجبار کتاب اور اس کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

''کتابِ مستطاب بے نظیر ولاجواب مسمّیٰ بہ انتخاب مناقبِ سلیمانیہ علی صاحبہا الرحمتہ والتحیتہ باہزار حسنِ صوری و معنوی بافضالِ خداوندی وبہ یمنِ ایزدی حلیہ طبع و زیورانطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوئی ہے۔ یہ کتاب مناقبِ سلیمانیہ مؤلفہ حافظ احمد یار صاحب متوطن بلدۂ شریفہ پاک پتن [؟] حرسہا اللہ تعالیٰ عن الفتن کا لبِ لباب و خلاصہ ہے اور حضرت سلطان العاشقین برہان المحققین قطبِ زمان مخدومنا خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی علیہ الرحمتہ کے خاص الخاص ملفوظات کا ذخیرہ ہے، جس کو مولوی یار محمد صاحب نے بارشادِ عالی جناب قطب الاقطاب حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رضی اللہ عنہ مناقبِ سلیمانیہ مؤلفہ حافظ صاحب موصوف سے منتخب کیا۔ اس کے مطالعہ سے الی راہِ راست پر آتا ہے و صاحبانِ بصیرت کا نورِ ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ یہ کتابِ لاجواب اپنے حسنِ صوری کے لحاظ سے بصارتِ ظاہری کو روشن کرنے والی اور حسنِ معنوی کے اعتبار سے بصیرتِ باطن کو جلا دینے والی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے حضرت غریب نواز کے ملفوظات میں دو تین کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن حق تو یہ ہے کہ ایسی خوبی کے ساتھ آج تک کوئی مناقب طبع نہیں ہوا۔ یہ کتاب اپنی طرز میں واقعی بے نظیر اور مخصوص ہے''۔

خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے ملفوظاتی سرمائے میں یہ مجموعہ کئی حوالوں سے اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں ان کی پُرانوار زندگی کے مناظر بھی ہیں اور ان خوش کلامی کے انداز بھی۔ اس مجموعے کے مرتب تونسہ مقدسہ کی خوش آثار بستی کے نواح میں آباد ایک قریے بنڈی کے متوطن تھے، لیکن مابعد کے تذکرہ نگار انھیں پاک پتن کا باشندہ لکھتے رہے۔ وہ خواجہ پیر پٹھان کے مرید تھے اور ان کے وصال کے بعد اڑتیس سال تک زندہ رہے۔ ان کی قبر تونسہ مقدسہ کے قدیمی قبرستان میں مرجعِ خلائق ہے۔ ان کے مرتبہ اس مجموعے کو بے پناہ

شہرت اور ناموری میسر آئی۔ دیگر مجموعوں کے برعکس اس کے سب سے زیادہ خطی نسخے محفوظ رہے۔ پاکستان اور اس کے باہر کے کتب خانے بھی اس کے وجود کی خوش آہنگی سے فیضیاب ہیں۔ ان کے بارے میں معلوم تفصیلات کا خاکہ حسبِ ذیل ہے :

**منتخب مناقبِ سلیمانیہ کے قلمی نسخے:**

(۱) **منتخب المناقب مملوکہ درگاہِ فاضلیہ، گڑھی افغاناں: کاتب نامعلوم: مکتوبہ ۱۳۰۷ھ: کیفیت خوش خط**

(۲ (**منتخب المناقب عکسی نسخہ مملوکہ مولوی محمد رمضان معینی، تونسہ مقدسہ: کاتب فضل احمد برائے منشی محمد** افضل خان: مکتوبہ ۱۳۰۴ھ / ۱۴۔ جنوری ۱۸۸۷ء بوقتِ ظہر: کیفیت خوش خط

(۳) **منتخب المناقب مملوکہ خلیفہ عبد الرحمن المعروف غلام یٰسین، خادم درگاہ سلیمانیہ، تونسہ مقدسہ: کاتب** نامعلوم: مکتوبہ ۲۔ محرم ۱۳۰۵ھ

(۴) **منتخب المناقب مملوکہ کتب خانہ مولانا محمد دین، کھڈ شریف: کاتب مصنف خود: ۱۲۹۶ھ**

(۵) **منتخب المناقب مملوکہ کتب خانہ مولانا محمد علی، کھڈ شریف: کاتب و سنہ نامعلوم**

(۶) **منتخب المناقب مملوکہ مکتبۂ چشتیہ، غلام محمد آباد (فیصل آباد): کاتب عبد اللہ ہندی: مکتوبہ ۱۲۹۴ھ: ۲۵۵ص**

(۷) **منتخب المناقب مملوکہ کتب خانہ جعفر بلوچ، لاہور: کاتب و سنہ نامعلوم: کیفیت ناقص الاول و آخر: ۱۲۳** برگ (۲۴۶ص)

**O مناقب المحبوبین:**

مناقب المحبوبین حاجی نجم الدین سلیمانی کا مرتبہ مجموعۂ احوال و مناقب ہے۔ اس مجموعے میں سلسلۂ چشتیہ کے تمام صوفیہ کے مختصر احوال لکھے گئے ہیں، لیکن مؤلف نے حضور قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی (م ۱۲۰۵ھ) اور اپنے پیر و مرشد خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے احوالِ گرامی اور ملفوظاتِ عظامی کی ترقیم میں

اپنا زورِ قلم دکھایا ہے۔ وہ مدت تک تونسہ مقدسہ کی خوش آثار فضا میں اقامت گزیں رہے اور خواجہ تونسوی کی خوش کلامی کے مناظر کی عکس اندازی میں سرگرمِ کار رہے۔ یہ مجموعہ بھی اصلاً فارسی میں ہے اور دو بار اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ پہلی بار رامپور سے اور دوسری بار لاہور سے اس مجموعے کی اشاعت عمل میں لائی گئی۔ اس مجموعے کا ایک مکمل اردو ترجمہ اور دو ملخص بھی چھپ چکے ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

**مناقب المحبوبین:** پروفیسر افتخار احمد چشتی (مترجم): چشتیہ اکادمی، فیصل آباد

**مناقب المحبوبین:** پروفیسر افتخار احمد چشتی (تلخیص نگار): اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۹۷۷ء / ۱۳۹۷ھ: ۲۴۰ص

**قرۃ العیین:** محمد عثمان غنی چشتی میروی (تلخیص نگار): ایس ٹی پرنٹرز، راولپنڈی: س ن: ۱۵۲ص

**○ ایک مجہول الاسم مجموعۂ ملفوظات:**

ایک مجموعۂ ملفوظات اور احوال ایسا بھی ہے، جس کا صرف ایک ہی خطی نسخہ محفوظ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب کا نام معلوم ہے اور نہ ہی اس مجموعے کا۔ آغاز سے تو یہ مجموعہ مکمل ہے، مگر ابتدایئے میں مرتب نے نہ تو اسے کسی باقاعدہ نام سے موسوم کیا ہے اور نہ ہی اپنے نام سے پردہ اُٹھایا ہے۔ آخر میں یہ مجموعہ ناقص ہے۔

اس مجموعے کا ذکرِ خیر کسی دوسرے معاصر مجموعۂ احوال و ملفوظات میں بھی نہیں آیا، اس لیے اس کے کوائف کی باز آفرینی کی گتھی سلجھائی نہیں جا سکتی۔ اس مجموعے کی نگارش میں ملفوظ شریف کے انداز، اسلوب اور تکنیک کی پیروی کی گئی ہے۔ اولاً خواجہ پیر پٹھان کے احوال و آثار لکھے گئے ہیں اور بعد ازاں ان کے خلفا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ خلفا میں کچھ ایسے بزرگوں کے احوال بھی شامل ہیں جو اس مجموعے کے تناظر ہی میں سامنے آئے ہیں۔ ان خلفاً کے نام تو مناقب المحبوبین میں آئے تھے، لیکن ان کے احوال پردۂ اخفا

میں تھے۔ اس مجموعے کی بدولت ان کے بارے میں بعض نادر معلومات ملتی ہیں۔ ان سوانحی معلومات کے پہلو بہ پہلو ملفوظات کی جلوہ آرائی کتنے ہی نئے رنگوں کی ترجمان بن گئی ہے۔ اصلاً نسخہ فارسی میں ہے۔ راقم کی دسترس میں اس کی عکسی نقل ہے جو ایک سو تین اوراق پر مشتمل ہے۔ کتابت کسی طرح کی دلکشی اور جاذبیت کی آئینہ دار نہیں، لیکن اس کی خواندگی میں کسی دشواری کا سامنا نہیں ہوتا۔

O مرأۃ العاشقین:

مرأۃ العاشقین(۱۱) خواجہ شمس الدین سیالوی کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب خواجہ سیالوی کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ سید محمد سعید زنجانی ہیں۔ وہ مدتوں اپنے شیخ کے کنارِ شفقت میں پناہ گزیں رہے اور انھیں اپنے پیر و مرشد کی عرش مقام مجالس میں باریابی اور حاضر باشی کی سعادت حاصل رہی۔ انھوں نے ان پُر ضیا اور مشکبار لمحوں کو عکس انداز کرنے اور ان کی مہکار سے وجودِ جاں کو ہمکنار کرنے کا جتن کیا تو ان کے اس مجاہدے اور ریاض کا حاصل مرأۃ العاشقین کی صورت میں جلوہ افروز ہوا۔ وہ ۱۵۔ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ کو شرفِ غلامی سے فیض یاب ہوئے اور ایک ماہ بعد انھوں نے ملفوظ نگاری کا آغاز کیا اور اپنے پیر و مرشد کی پُر انوار مجالس کی عکس گری میں اپنے سوزِ دروں کی تابناکی اور حسنِ طبیعت کی خوش آہنگی کا بین ثبوت دیا۔ انھوں نے چالیس موضوعات کے زیرِ عنوان مجالس کی کیفیاتی بوقلمونی کو وحدتِ احساس کی تعبیر عطا کی، جس سے ان مجالس کا معنوی منظر نامہ خواجہ سیالوی غریب نواز کی بصیرت افروز جمالیات کا ترجمان ہوا۔ ان میں صداقتِ احساس کے رنگ بھی نمایاں ہوئے اور ان کی تجلیاتی جمالیات کی تہذیب بھی منکشف ہوئی۔

مرأۃ العاشقین ایک بار ۱۳۰۲ھ (۱۲) میں اشاعت آشنا ہوئی۔ اس کی طباعت کی سعادت مصطفائی پریس، لاہور کے کارپردازوں کے حصے میں آئی، جنھوں نے خواجہ سیالوی کی خوش کلامی کے مناظر کی بصیرت اور بصارت افروزی کے مظاہر کو پھیلانے کا اہتمام کیا۔ ایک سو بتیس برسوں کا سفر کرتی یہ کتاب اب خال خال

عقیدت گزاروں کے پاس بطورِ تبرک محفوظ ہے۔ اس کے اصل متن کی تدوین ڈاکٹر معین نظامی [استاد شعبۂ فارسی، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور] کے زیرِ نظر ہے۔ ان شاء اللہ یہ متن جدید تحقیقی اور تدوینی اصولوں کی روشنی میں مرتب ہو کر بارگاہِ خواجہ سیالوی کے انوار کی انعکاس پذیری میں جلوہ گر ہو گا۔

اس ملفوظاتی مجموعے کا اردو ترجمہ پُر گوہر کے عنوان سے پروفیسر غلامِ نظام الدین نے کیا جو کئی بار اشاعت آشنا ہوا اور اردو دان طبقے میں مقبولِ عام ہوا۔ اس کے معلوم ایڈیشنوں کے اشاعتی کوائف حسبِ ذیل ہیں:

پُر گوہر: غلامِ نظام الدین: اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۹۷۷ء: ۳۰۳ص

پُر گوہر: غلامِ نظام الدین: اسلامک بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد: ۱۹۹۱ء: ۳۰۳ص

پُر گوہر: غلامِ نظام الدین: تصوف فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۹۹۸ء/ ۱۴۱۹ھ

یہ ترجمہ صاحبِ ملفوظ کے اقوال وارشادات کی خوشبو سے معطر ہے۔ یہ ترجمہ اس قدر متن کے معنوی اور فکری مدار سے ہم آہنگ ہے کہ ان کے مابین فاصلہ بالکل نہیں ہے۔ مترجم نے لکھا ہے کہ:

"مرآۃ العاشقین میں کہیں کہیں ابہام بھی تھا، لیکن ایسے موقعوں پر مترجم نے اس لیے اپنی طرف سے کوئی صراحت نہیں کی، تاکہ ملفوظات کی اصل نوعیت جوں کی توں برقرار رہے"۔ (۱۳)

ترجمہ نگار اس متصوفانہ صداقتِ احساس سے مالا مال تھے جو ایسی کتابوں کی ترتیب و تہذیب اور ان کے تراجم کے لیے لازمی امر ہے۔ انھوں نے فارسی کی تہذیبی معنویت کو اردو کے لباس سے مزین کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔

○انوارِ قمریہ:

انوارِ قمریہ (۱۴) شیخ الاسلام محمد قمر الدین سیالوی (م ۲۰۔ جولائی ۱۹۸۱ء) کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب اور جامع قاری غلام احمد ہیں۔ انھوں نے تین جلدوں میں اپنے شیخ کے ملفوظات کی ترقیم

کی۔ یہ مجموعہ دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی کے زیرِ اہتمام اشاعت پذیر ہوا۔ تینوں جلدوں کی اشاعتی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

جلد اول: بارِ اول اپریل ۲۰۰۲ء: صفحات ۳۷۲

جلد دوم: بارِ اول مارچ ۲۰۰۳ء: صفحات ۳۰۴

جلد سوم: بارِ اول اپریل ۲۰۰۴ء: صفحات ۳۵۹

یہ مجموعہ کیا ہے؟ گنجینۂ معنی کا طلسم کدہ ہے۔ اس کے ایک ایک جملے میں جہانِ معنی کی کئی دنیائیں آباد ہیں۔ شیخ الاسلام ایک ہمہ جہت اور ہمہ رنگ شخصیت تھے۔ ان کے ان ملفوظات میں ان کی زندگی کے کتنے ہی فکری اور معنوی رنگ عکس انداز ہوئے ہیں، جن سے حسنِ خیال کی تعبیر: جمالیاتی احساس کی سچائی سے معطر ہے۔ فکر و خیال کی اتنی بصیرت افروز تفہیم اور تعبیر ان کی خوش کلامی کا ایسا ماحول مرتب کرتی ہیں کہ عرفان کے رنگ بکھر کے قارئین کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ یوں ان کی گفتگوئے دل نشین کا پیرایۂ اظہار ایک ایسے اسلوب کے پیکر میں ڈھل جاتا ہے کہ جس کی تابناکی اور رعنائی کا دائرۂ اثر پھیلتا جاتا ہے، محدود نہیں ہوتا۔

**O شریعت و طریقت کے نیر تاباں:**

شریعت و طریقت کے نیر تاباں (۱۵) شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے اقوال اور ارشادات کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب عربی زبان و ادب کے استاد ڈاکٹر خالق داد ملک ہیں۔ ملفوظاتی ادب کی روایت میں یہ مجموعہ اس حوالے سے منفرد اور ممتاز ہے کہ اس کی تدوین اور تہذیب ملفوظات کے روایتی طریقۂ نگارش کے مطابق نہیں کی گئی، بلکہ اسے مختلف کتب و رسائل کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس مجموعے میں بیس موضوعات کے زیرِ عنوان شیخ الاسلام کے اقوال اور ارشادات درج ہیں۔ ان اقوال میں

اختصار بھی ہے اور جامعیت بھی؛ معنوی آبداری بھی ہے اور فکری ہنرکاری بھی؛ ان میں بیان کی سادگی بھی ہے اور مطالب کی گہرائی بھی؛ ان میں خوش وقتی کا احساس بھی ہے اور راحتِ دل کا سامان بھی؛ ان میں خیال کا اچھوتا پن بھی ہے اور برجستگیِ اظہار کا قرینہ بھی؛ ان میں شریعت اور طریقت کے معارف بھی ہیں اور حقیقت و معرفت کے نکات بھی؛ ان میں پند و نصائح کا رنگ بھی ہے اور حقائق و عرفان کا آہنگ بھی؛ ان میں اخلاص کی رعنائی بھی ہے اور محبت کی خوشبو بھی۔ ۴۴ صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ اختصار اور جامعیت کی عمدہ مثال ہے۔ ماخذ اور مصادر میں ۲۵ کتابیں شامل ہیں۔ ان کتابوں سے فاضل مرتب نے شیخ الاسلام کے فرمودات اخذ کیے ہیں اور انھیں اس طرح سلکِ احساس میں پرویا ہے کہ یہ دُرِ بے بہا جگمگا اُٹھے ہیں۔

○ نفحات المحبوب فی احیاء القلوب:

نفحات المحبوب فی احیاء القلوب (۱۶) پیر غلام حیدر شاہ جلال پوری (م ۱۹۰۸ء / ۱۳۲۶ھ) کے ملفوظاتِ گرامی کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب اور جامع صوفی نور عالم جہلمی حضور جلال پوری کے دامن گرفتہ تھے۔ انھوں نے نہایت عقیدت اور ارادت سے اپنے شیخ کی مجالس کی روداد نگاری کا فریضہ انجام دیا۔ وہ پہلی بار ۱۲۔ رمضان ۱۲۹۴ھ کو بارگاہِ جلال پور میں باریاب ہوئے اور غلامی کی مسندِ خوش آثار پر جلوہ آرا ہو گئے۔ انھوں نے ملفوظات نگاری کا آغاز ذی قعدہ ۱۳۰۲ھ میں کیا، لیکن بوجوہ اس سلسلۂ ابد تاب کو جاری نہ رکھ سکے۔ آٹھ سال بعد دوبارہ ان مجالس کے مناظر کی عکس گری میں مصروفِ کار ہوئے، تو شوق کی رہبری اور شیخ کے فیضانِ نظر کی کرم فرمائی نے اس جادۂ محبت کو طے کرنے میں ان کی یاوری کی اور وہ کامگار ہوئے۔ یہ مجموعۂ ملفوظات مرتب کے سولہ برسوں کی محنت کا ثمر ہے۔ پہلی اور آخری بار ۱۹۰۹ء میں کارخانۂ بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ کے زیرِ اہتمام طباعت آشنا ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس مجموعے میں ۶۶ مجالس کی روداد اور ان کا احوال شامل ہے۔ آخر میں صوفی نور عالم نے اپنے شیخ کی رحلت اور ان کی تدفین کا حال بھی رقم کیا ہے۔ کتاب میں منظومات

کی بھی خاصی تعداد موجود ہے اور ان میں سے اکثر منظومات جامعِ ملفوظات کے حسنِ تخلیق کا ثمر ہیں۔ یہ مجموعہ ۲۷۲ صفحات کو محیط ہے اور فارسی زبان میں ہے۔

Oذکرِ حبیب:

ذکرِ حبیب (۱۷) پیر غلام حیدر شاہ جلال پوری کے احوال، کرامات اور ملفوظات کا نہایت ہی قابلِ قدر مجموعہ ہے۔ اس کے مؤلف ملک محمد الدین ہیں، جنھوں نے اپنے شیخ کے احوال و آثار کو نہایت محبت اور عقیدت سے مرتب کیا۔ یہ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔ کتاب کا حصۂ سوم ملفوظات پر مشتمل ہے، جسے مؤلفِ کتاب نے ملفوظاتِ حیدری کے عنوان سے موسوم کیا۔ یہ حصہ کتابِ مذکورہ کے صفحہ ۴۱۲ سے ۶۸۰ تک پھیلا ہوا ہے، یعنی یہ ملفوظاتی حصہ ۱۶۸ صفحات کو محیط ہے۔

اس مجموعے کے زیادہ تر ملفوظات صوفی نور عالم کے ملفوظاتی مجموعے نفحات المحبوب فی احیاء القلوب کے ترجمے اور تلخیص پر مبنی ہیں۔ بہت ہی کم ملفوظات ایسے ہیں، جو ملک محمد الدین نے کسی دوسرے ذریعے، یا حوالے سے جمع کیے ہیں۔ یہ ملفوظات کتابی صورت میں مرتب ہونے سے قبل مؤلفِ کتاب کے علمی اور ادبی جریدے صوفی پنڈی بہاء الدین میں بھی قسط وار اشاعت پذیر ہوتے رہے ہیں۔

ذکرِ حبیب پہلی بار ۱۳۴۲ھ میں چھپی تھی۔ دوسری بار ۱۴۰۴ھ میں اشاعت آشنا ہوئی، جبکہ اس کا تیسرا اور آخری ایڈیشن ضیاء القران پبلی کیشنز، لاہور کے اہتمام سے ۱۴۲۳ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ ملفوظات پیر غلام حیدر شاہ کے اندازِ گفتار کی گل افشانی کا عمدہ مرقع ہیں۔ مؤلف نے جو ملفوظات مختلف راویان کے توسط سے جمع کیے ہیں، ان کی ترسیل اور روایت میں راویوں کا ذکرِ خیر بھی کیا ہے، لیکن وہ تمام ملفوظات جو نفحات المحبوب سے اخذ کیے گئے، ان کا کہیں بھی حوالہ نہیں دیا۔ ان کی ترتیب و تہذیب سے یوں معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ ان کے شنیدہ ہیں، لیکن ایسا نہیں۔ مؤلف ۱۹۰۶ء میں مرید ہوئے اور ان کے مرتبہ مجموعۂ ملفوظات

میں کچھ ایسے ملفوظات بھی ہیں، جو ۱۹۰۶ء سے قبل کی منعقدہ مجالس میں موضوعِ گفتگو بنے۔ اُنھیں ماہ و سال کی تعین کے ساتھ صوفی نور عالم نے اپنے مجموعے کی زینت بنایا تھا۔

**○احیاء القلوب المعروف بہ مقامات المحبوب:**

صوفی نور عالم جہلمی نے اپنے پیر و مرشد کے احوال اور ملفوظات میں نفحات المحبوب کے علاوہ ایک دوسری کتاب بعنوان احیاء القلوب المعروف بہ مقامات المحبوب(۱۸) بھی لکھی تھی۔ یہ کتاب کبھی اشاعت آشنا نہیں ہوئی اور اب تو اس کا ایک ہی نسخہ موجود ہے۔ منحصر بہ فرد یہ نسخہ صاف اور خوانا تو ہے، مگر کئی مقامات پر اس کے صفحات پھٹ گئے ہیں اور یوں کلی طور پر اس کا متن محفوظ نہیں اور نہ ہی اس کی بازیافت ممکن ہے۔ مذکورہ نسخہ قاضی محمد رئیس احمد قادری کا مملوکہ ہے۔ برادرِ عزیز حسن نواز شاہ [مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی، گوجر خان] کی کرم فرمائی سے راقم کو اس کی عکسی نقل میسر آئی۔ اس مجموعے میں پیر سید غلام حیدر شاہ جلال پور شریف کے احوال اور ملفوظات میں نہایت ہی قیمتی مواد موجود ہے۔ یہ متاعِ بے بہا نفحات پر اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر اس نسخے کے خوانا اور محفوظ متن کو مدون کر دیا جائے، تو حضرت جلال پوری کی پُر انوار زندگی کے کئی گوشے اور ان کی گفتگوئے دلنواز کے کئی منظر جلوہ گر ہو جائیں۔

**○خزینۂ انوار و گنجینۂ اسرار موسوم بہ ملفوظاتِ طیبہ:**

خزینۂ انوار و گنجینۂ اسرار موسوم بہ ملفوظاتِ طیبہ (۱۹) قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف (م ۱۹۳۷ء) کے ملفوظاتِ طیبات کا گراں ارزش مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ اصلاً فارسی میں ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ حصۂ اول ۵۸ ملفوظات پر مشتمل ہے اور اس کے جامع مولوی گل فقیر احمد پشاوری ہیں۔ دوسرا حصہ ۱۳۶ ملفوظاتِ گرامی کو محیط ہے اور اس کے مرتب مولوی عبدالحق سسرالوی ہیں۔ ہر دو جامعین حضور قبلۂ عالم گولڑہ شریف کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ تھے۔ پیر صاحب غریب نوازان مجالس میں اپنی علاقائی زبان میں

گفتگو فرماتے تھے، جبکہ مرتبینِ ملفوظات نے ان مجالس کے مناظر اور ان کی احوال نگاری فارسی زبان میں قلم بند کی۔ مولوی فیض احمد فیض رقم طراز ہیں کہ:

''ان حضرات نے آپ کی گفتگو کو، جو عموماً علاقائی زبان میں ہوتی تھی، فارسی کا جامہ پہنایا''۔(۲۰)

فارسی ایڈیشن ۱۳۵۳ھ میں طباعت آشنا ہوا۔ اس کا سرورق اپنے عہد کے نامور کاتب مولوی عبدالمجید زریں رقم کے حُسنِ قلم کا آئینہ دار ہے۔ مجموعے کی کتابت کا شرف نور عالم کو حاصل ہوا، جنھوں نے نہایت عقیدت اور محبت سے اس مجموعے کو اپنے حُسنِ کتابت سے مزین کیا۔ یہ مجموعہ منشی عبدالجبار کے زیرِ اہتمام صابر الیکٹرک پریس، لاہور سے اشاعت پذیر ہوا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۲۰۷ ہے۔

خزینۂ انوار و گنجینۂ اسرار چشتیہ سلسلے کے ملفوظاتی ادب میں منفرد اور ممتاز مقام و مرتبے کا حامل ہے۔ اس مجموعے میں اتنے علمی اور فکری مسائل زیرِ بحث آئے ہیں کہ کوئی بھی دوسرا مجموعہ اتنے معارف کا خزینہ دار نہیں رہا۔ وحدۃ الوجود اور اس کے وجدانی رویوں کی تعبیر اور تفسیر اس مجموعۂ ملفوظات کا اساسی پہلو رہا ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی کے مکاشفاتی اور وجدانی نظریات پر جیسی دسترس حضور قبلۂ عالم کو میسر رہی ہے، ایسی مہارت تو بیسویں صدی کے کسی بھی عالم اور صوفی کا مقسوم نہیں رہی۔ وہ اپنی خاص مجالس میں اس عرفانی عقیدے پر گفتگو فرماتے تھے۔ بعض اوقات وہ اس مسئلے کے اظہاریے میں فصوص اور فتوحات کے مندرجات کی عارفانہ توجیہہ بھی فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے یہ مجموعۂ ملفوظات: ملفوظاتی ادب کی تاریخ میں بالکل نئے رنگوں کا آئینہ دار ہے۔ اس میں حکایات کی تمثیلی معنویت سے اخذِ معانی کا وہ رنگ نہیں رہا، جو اس سے قبل مجموعوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے، بلکہ ان کے برعکس یہ مجموعہ اپنے فکری اور معنوی رنگ و آہنگ کی ترجمانی میں نئے آہنگ کی بصیرت افروزی کا عکاس ہے۔ اس مجموعے میں وجدانی اور عرفانی مراحلِ سلوک کی علمی اور فکری بنیاد فراہم کی گئی ہے۔ علم اور معرفت کی یگانگت اور یکجائی سے جہانِ معنی کی ایک نئی اور خوش آثار دنیا منکشف ہوئی

ہے۔ حافظ شیرازی کی ایک غزل کی ایسی وجدانی اور مکاشفاتی تفہیم کی گئی ہے کہ حافظ کا کوئی دوسرا شارح فکر و آہنگ کی ترجمانی میں اس قدر کامگار نہیں رہا۔ قرآن وحدیث اور عارفانہ اقوال کے پہلو بہ پہلو، اپنے ماضی الضمیر کے اظہار میں، اشعار کا برمحل استعمال اس مجموعے کا ایک اور اختصاصی پہلو ہے۔ مولوی فیض احمد فیض نے اس دُرِ بے بہا کا اردو میں ترجمہ کیا۔ وہ رقمطراز ہیں کہ:

"فارسی ایڈیشن میں کتابت اور طباعت کی کافی اغلاط باقی رہ گئی تھیں، اس لیے نیاز مند عرصے سے متمنی تھا کہ اس مجموعے کا اصل قلمی مسودے کے ساتھ مقابلہ کر کے پوری تصحیح کے بعد اس کا سلیس اردو ترجمہ منظر عام پر لایا جائے۔ مجھ سے پہلے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے مخلص اور مستفیض استاذ العلما حضرت الشیخ الجامع جناب مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی ثم بہاول پوری اور حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب بنگوی مترجم تحقیق الحق نے بھی اس طرف توجہ فرمائی، مگر یہ سلسلہ نامکمل ہی رہا۔ بالآخر اس نیاز مند نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ترجمہ و تصحیح اور ترتیب میں قدرے ترمیم کے علاوہ مناسب مواقع پر ان ملفوظات کا مزید اضافہ بھی کر دیا، جو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے فرزندِ ارجمند قبلہ بابو جی مدظلہ العالی سے سننے کا اتفاق ہوا اور بعض ملفوظات کے آخر میں مناسب فوائد و نتائج بھی اپنی طرف سے شامل کر دیئے۔ جیسا کہ ملفوظات کے جمع کرنے والے حضرات نے بھی مناسب مقامات پر کیا تھا۔ چنانچہ اس مجموعے میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے علاوہ جہاں محرر سطور یا راقم الحروف کے الفاظ کے ساتھ کچھ اضافہ ہے۔ وہ ملفوظات کے جمع کرنے والوں کی طرف سے ہے اور مترجم کے ساتھ جہاں کچھ تحریر ہے۔ وہ اس نیاز مند کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں یہ مجموعہ مقولۂ مشہورہ: عصای پیر بجای پیر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ سے عقیدت رکھنے والوں کے لیے تبرک ہونے کے علاوہ آں جناب کے مسلک و مشرب کا بھی حد تک آئینہ دار ہے"۔(۲۱)

مولوی صاحب موصوف بھی قبلۂ عالم کے مرید اور عقیدت گزار تھے۔ وہ ساری زندگی اپنے شیخ کی بارگاہِ عرش مقام میں اقامت گزیں رہے اور وہیں وفات پائی۔ انھوں نے اپنے پیر و مرشد کی فارسی کتابوں کے اردو ترجمے کیے اور ان کی ترتیب و تہذیب کا فریضہ بھی انجام دیا۔ وہ مہرِ منیر کے مصنف بھی تھے۔ پیر صاحب غریب نواز کے ملفوظاتِ گرامی کا اردو ترجمہ مقالاتِ مرضیہ المعروف بہ ملفوظاتِ مہریہ کے عنوان سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

O مہرِ منیر:

مہرِ منیر (۲۲) پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کی سوانح عمری ہے، جسے ان کے مرید باصفا مولانا فیض احمد فیض (م ۲۰۔ دسمبر ۲۰۰۵ء) نے مرتب کیا۔ اس سوانح عمری میں قبلۂ عالم کی شخصی، علمی، تہذیبی اور روحانی زندگی کے متنوع رنگ آشکار ہوئے۔ صاحبِ تالیف نے اس کتاب میں پیر صاحب غریب نواز کے ملفوظات کا ایک عمدہ انتخاب بھی مرتب کیا۔ اس ملفوظاتی انتخاب میں بیشتر ملفوظ تو ان کے مترجمہ مجموعے ملفوظاتِ مہریہ سے ماخوذ ہیں، لیکن کئی مقامات پر ایسے ملفوظات بھی آئے ہیں، جو پہلی بار اس کتاب کی وساطت سے نظر نواز ہوئے۔ ان ملفوظات کے جامع اور راوی پیر صاحب کے مریدِ خاص اور عالمِ اجل مولانا غلام محمد گھوٹوی (م ۱۹۴۸ء) ہیں۔ مہرِ منیر کے فاضل مؤلف نے یہ ملفوظات مولانا موصوف کی بیاضوں سے اخذ کیے اور انھیں اپنی کتاب میں نگینوں کی طرح پُرو دیا۔ ان کی مہکار قارئین کے مشامِ جاں کو معطر رکھتی ہے اور انھیں اس فضا سے باہر نکلنے نہیں دیتی۔ مولانا کے مرقومہ ملفوظات میں ان کے شیخ کی جمال افروز زندگی کے رنگ بھی دکھائی دیتے ہیں اور ان کی خوش گفتاری کے مناظر بھی۔ ان میں زندگی کے خوش آثار رویوں کی بہار دیدنی ہے۔ جامعِ ملفوظات کو اپنے شیخ کی علمی اور روحانی مجالس میں حاضر باشی کی سعادت بھی حاصل رہی اور بعض اسفار میں انھیں ہم سفری کا اعزاز بھی میسر رہا، لہٰذا وہ ملفوظات کی روایت اور ترجمانی میں اپنے ہم عصروں سے

منفرد اور ممتاز رہے۔ اگر ان کے مرتبہ یہ ملفوظات کبھی اپنی مکمل صورت میں جلوہ گر ہو گئے، تو ملفوظاتی ادب کی تاریخ اور روایت میں نمایاں مقام اور مرتبے کے حامل ہوں گے۔ مہر منیر میں ملفوظاتِ مہریہ اور مولانا غلام محمد گھوٹوی کے روایت کردہ ملفوظات کے علاوہ بھی کئی ملفوظاتی ادب پارے اس کتاب کی زینت ہیں، جو اپنے معنوی اور جمالیاتی آہنگ میں منفرد بھی ہیں اور ممتاز بھی۔

O ضیائے مہر:

ضیائے مہر (۲۳) پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف بہ بابو جی غریب نواز (م ۲۱۔ جون ۱۹۷۴ء) کے احوال اور ملفوظاتِ گرامی کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مؤلف مولانا مشتاق احمد چشتی ہیں۔ یہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ نویں باب کی دو فصلیں فرمودات اور ملفوظات کو محیط ہیں۔ ان ملفوظات میں صاحبِ ملفوظ کی روحانی زندگی کا تموج اور ارتفاع بھی دکھائی دیتا ہے اور ان کی خوش کلامی کے مظاہر کی باز آفرینی کے مناظر بھی سامنے آتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر وزیر آغا:

وہ خوش کلام ہے ایسا کہ اس کے پاس ہمیں
طویل رہنا بھی لگتا ہے مختصر رہنا

بابو جی غریب نواز کی مجالس کی کیفیات کا سوزِ دروں کسی حد تک ان کے ملفوظات کے تناظر میں رقص کناں ہے، لیکن اس کی مکمل تعبیر کا ادراک لفظ کی گرفت سے باہر رہتا ہے۔ ملفوظات کے حجرے میں مراقبہ کرتے لفظ: صاحبِ ملفوظ کے داخلی جذبوں کی تفہیم کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ حسنِ ادا کے اشارات سے کسی بھی شخصیت کے باطن کی تصویر کشی کہاں ممکن ہے؟ کیونکہ اس کے سینۂ دل پر نزول کرتے ہوئے مناظر لفظ کے آنگن میں اترنے سے گریزاں رہتے ہیں اور یوں ملفوظ کے پیکر میں بکھرتی ہوئی خوشبو محسوس تو کی جا سکتی ہے، لیکن شاید اسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

O تذکرہ والیِ داماں :

تذکرہ والیِ داماں (۲۴) اٹل شریف کے خواجہ محمد امیر (م ۳۔ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ / ۱۱۔ ستمبر ۱۹۲۶ء) کے احوال و ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مؤلف ڈاکٹر ایم عطاء اللہ راز ہیں۔ موصوف پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف کے مجاز تھے۔ اس مجموعے میں ان کے احوال و آثار کی ترقیم کے ساتھ ساتھ ان کے ملفوظاتِ گرامی کا احاطہ بھی کیا گیا۔ مرتب رقمطراز ہیں کہ:

" اس مادہ پرستی کے دور میں کے قلب و روح کو حرص و ہوس، حسد و بغض اور کینہ و ریا نے مسموم کر دیا ہے، جس سے انسان کے کردار کے اعلیٰ اوصاف زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت حال میں بزرگانِ دین کے حالات و واقعات اور ان کے ارشادات و نصائح کا بیان نسیمِ جانفزا سے کم نہیں ہیں، جن کے تذکرے سے آج ارواح کو فرحت و انبساط کی دولت میسر آتی ہے اور جن کے انوار سے قلوب جادۂ مستقیم پا کر دولتِ لازوال کے حامل ہو جاتے ہیں"۔ (۲۵)

یہ ملفوظات (ص ۹۹ تا ۱۳۴) پینتیس صفحات پر مشتمل ہیں۔ مختلف راویوں کی روایت سے یہ فرمودات مرتب ہوئے۔ اس مجموعے میں خواجہ شمس الدین (م ۹۔ رجب ۱۳۸۲ھ) کے ملفوظات بھی شامل ہیں۔ یہ ملفوظات (ص ۱۹۷ سے ۲۱۴) سترہ صفحات کو محیط ہیں۔ ہر دو بزرگوں کے ملفوظات میں چشتیہ رنگ کی تابناکی اور تازگی کے مناظر بکھرے ہوئے ہیں۔ ان میں درد مندی بھی ہے اور دلداری بھی؛ اظہار کی چاشنی بھی ہے اور محبت کی رنگینی بھی۔ خواجہ محمد امیر وحدۃ الوجودی رنگِ سخن کے ترجمان تھے۔ پیر صاحب گولڑہ شریف کے نام ان کے علمی اور روحانی استفسارات ان کی بلندیِ احوال کے گواہ ہیں۔ ان ملفوظات میں بھی ان کا عارفانہ تفکر جلوہ فرما ہے۔ وجدانی اور مکاشفاتی جذبوں کی بو قلمونی ان ملفوظات کے بین السطور اپنی رعنائی اور شادابی کے نئے منظروں کا پیش خیمہ ہے۔ روحانی کرب: خوش کلامی کے تخلیقی اظہارات میں ڈھل کر ملفوظاتی ادب میں

جلوہ نما ہوتا ہے، تو اس کے کومل اور سجل رنگوں کا جمالیاتی اسلوب نکھر کر ایک نئی دنیا کا پیش نامہ مرتب کرتا ہے۔

**Oہو المعظم:**

ہو المعظم (۲۶) خانقاہِ معظمیہ کی روحانیت کی سو سالہ تاریخ ہے، جسے صاحبِ طرز انشا پرداز اور درویش صفت شاعر پروفیسر غلامِ نظام الدین نے اپنے حسنِ خیال کی رعنائی اور موقلم کی زیبائی سے مزین کیا۔ وہ رقم طراز ہیں:

"ہوا لمعظمکی نوعیت؟۔۔۔۔۔ مواد کی کمی کی وجہ سے ہو المعظم میں ہم تاریخ یا سوانح نگاری کے تقاضے پورے نہیں کر سکے۔ ملفوظات کی کتاب بھی اسے نہیں کہہ سکتے۔ لہذا یہ ایک تذکرہ نما سی چیز ہے۔ اس میں مختصر سوانحی خاکے بھی ہیں اور انھی کے ضمن میں حضرات کے ملفوظات اور باطنی کیفیات کا سراغ مل جاتا ہے"۔(۲۷)

اس مجموعے میں خواجہ معظم الدین (م ۹۔ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ ر ۱۹۰۷ء) اور ان کے بعد آنے والے بزرگوں کے احوال بھی ہیں اور ان کے ملفوظات بھی۔ یہ مجموعہ براہِ راست ملفوظاتی مجموعہ تو نہیں، لیکن پورے مجموعے میں ملفوظات کی فکری اور معنوی لہریں محوِ سفر ہیں۔ ہر سطر کے بین السطور ملفوظات کی خوشبو اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ اس مجموعے میں ملفوظات کی جمالیاتی اپیل اس کے معنوی رویوں کو اس مدار میں رکھنے میں کوشاں ہے، جو ان صاحبانِ خوش خیال کی خوش گفتاری کے ترجمان ہیں۔ اس میں ان کی باطنی کیفیات کا آہنگ ان کی خوش خرامی سے بھی منکشف ہے اور ان کی گل افشانیِ گفتار سے بھی۔ اس میں ان کے انفاسِ جاں کا رنگ بھی نمایاں ہے اور ان کی واردات کا آہنگ بھی۔ ان کی مجالس میں زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ ہویدا ہے۔

**Oملفوظاتِ سدیدیہ:**

ملفوظاتِ سدیدیہ (۲۸) حافظ غلام سدید الدین معظم آبادی کے ملفوظاتِ گرامی کا نہایت ہی عمدہ مجموعہ ہے۔اس کے مرتب صاحبِ ملفوظ کے پوتے معین نظامی ہیں۔اس مجموعے میں: معین نظامی کے علاوہ مولوی محمد اقبال سدیدی، محمد اکرم سدیدی، حکیم عبدالرحمن مخدوم اور صفدر حسین حامد کے جمع کردہ ملفوظات شامل ہیں۔یہ مجموعہ رجب ۱۴۱۰ھ / فروری ۱۹۹۰ء میں اشاعت آشنا ہوا۔سرورق امام الخطاطین حافظ محمد یوسف سدیدی کے حسنِ قلم کا شاہکار ہے۔ معین نظامی کی یہ پیش کش مکتبۂ معظمیہ، خانقاہِ معظمیہ معظم آباد کے اہتمام سے روشناسِ خلق ہوئی۔۱۵۹ صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ سلسلۂ چشتیہ کی روایتی اور ملفوظاتی خوشبو سے مہک رہا ہے۔صاحبِ ملفوظات کی شخصیت کا سحر ہے یا کیا ہے کہ ان ملفوظات کا مطالعہ کرتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم ان کی مجلس میں موجود ہوں اور ان کے خیالاتِ زریں قطرۂ ہائے شبنم کی طرح ہمارے سینۂ دل پر اُتر رہے ہوں۔بارشِ عرفان میں بھیگتے لوگ کسی ایسی دینا کے راہی بن جاتے ہیں، جو سوز و ساز کی فلک سرشت کیفیات سے عبارت ہوتی ہے۔ایسی مجالس کے پُر اثر لمحات کی عکس گری قلبِ سلیم کی شادابی کا باعث بھی ہوتی ہے اور اس کی حیاتِ دوام کا سبب بھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایسے کئی مناظر اس مجموعۂ ملفوظات میں عکس انداز ہیں، جو فطرتِ سلیم کے روحانی ارتفاع اور اس کی فکری بالیدگی کے لیے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔یہ مجموعۂ ملفوظات : سلسلۂ چشتیہ کے ملفوظاتی ادب میں اس حوالے سے منفرد اور ممتاز حیثیت کا حامل ہے کہ اس کے جامعین میں کئی عقیدت کیش شامل ہیں۔

**Oہوالحمید:**

ہوالحمید (۲۹) میاں عبدالحمید (م ۹۔رجب ۱۳۹۷ھ / ۲۷۔جون ۱۹۷۷ء) کے احوال اور ملفوظات پر مبنی مجموعۂ مناقب ہے، جسے محمد مسعود احمد نے ترتیب دیا ہے۔یہ مجموعہ دسمبر ۱۹۹۲ء / رجب ۱۴۱۳ھ میں

منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس کے صفحات کی کل تعداد تین سو تین ہے۔ اس میں ملفوظات کا حصہ باون صفحات (ص ۱۳۴ تا ۱۸۵) کو محیط ہے۔ ہر ملفوظ کا آغاز لفظ 'فرمایا' سے ہوتا ہے۔ ۹۴ ملفوظات اس مجموعے کی زینت ہیں۔ مرتبِ ملفوظات رقم طراز ہیں کہ:

"یہ ملفوظات: ملفوظ نویسی کی روایت کے مطابق مجالس کی صورت میں قلم بند نہیں کیے گئے، بلکہ آپ کے اُن ارشاداتِ عالیہ پر مبنی ہیں، جو آپ نے مختلف مواقع پر جزوی طور پر ارشاد فرمائے۔ ان میں سے چند ایک تو خود میں نے نوٹ کیے، لیکن زیادہ تر روایتاً مجھ تک پہنچے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ عزیز احمد صاحب، سجادہ نشین مکان شریف کفری نے ملفوظات کے مسودے پر خاص طور پر نظر ثانی کی اور بعض مقامات پر اصلاح بھی فرمائی'
'۔(۳۰)

اس مجموعۂ ملفوظات اور مناقب کے فکری آفاق: حسنِ خیال کی اس تابناکی سے ثمر بار ہیں، جو خیالِ حسن کی رعنائی کا اشاریہ بھی ہوتا ہے اور اس کی زیبائی کا اظہاریہ بھی؛ اس مجموعے میں وجودِ وحدت کی بے رنگی کے مناظر بھی ہیں اور وجودِ امکاں کی رنگارنگی کے مظاہر بھی؛ اس میں تمثیل کی خوشبو بھی ہے اور خیال کی تجسیم بھی؛ اس میں نشاطِ زیست کا آہنگ بھی ہے اور جمالِ یار کا رنگ بھی۔ پروفیسر غلام نظام الدین نے لکھا ہے کہ:

"حضرت میاں صاحب بہت کم بولتے تھے۔ بولتے کیا تھے؟ موتی رولتے تھے۔ لہجہ اتنا ملائم اور آواز اتنی دھیمی تھی کہ سننے والے کو ہمہ تن گوش ہو کر سننا پڑتا تھا اور میاں صاحب کی بات محض مدعا سے وابستہ ہوتی تھی۔ اِدھر اُدھر کی باتیں اور گپ شپ کا وہاں کوئی امکان نہ تھا۔ ان کی گفتگو ابرِ کرم کی ہلکی پھوار کی مانند دل پذیر اور خوش گوار تھی"(۳۱)

اس مجموعے میں اشعار کا برمحل اور برجستہ اظہار: ملفوظاتی فضا کو گنجینۂ معانی کی طلسماتی اپیل کا ایسا پیش منظر عطا کرتا ہے کہ جس سے اس کے بین السطور خوش رنگ اور ابد تاب ماحول کی تازگی اور شادابی کے مظاہر اور مناظر پھیل کر بکھر جاتے ہیں اور اس طرح اس کی معنوی تہ داری کا آہنگ نئے زمانوں کی نوید بن جاتا ہے۔

O خاتمِ سلیمانی:

خاتمِ سلیمانی مولوی اللہ بخش بلوچ کے اثرِ خامہ کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ حصۂ اول خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے احوال اور ملفوظات کو محیط ہے اور حصۂ دوم خواجہ اللہ بخش تونسوی کے ملفوظاتی آثار کا ترجمان ہے۔ صاحبِ کتاب نے قدیم فارسی ماخذ اور مستند آثار کے تناظر میں اس کتاب کی ترقیم فرمائی۔ انھوں نے فارسی سے نابلد عقیدت گزاروں کے لیے خانقاہِ تونسہ مقدسہ کا علمی، تہذیبی، عرفانی اور ملفوظاتی ادب کشید کیا، جس کی بدولت وہ اس فکری اور علمی سرمائے کی تازگی اور توانائی سے محروم نہیں رہے۔ ان کا اسلوبِ نگارش سادہ اور خوش آہنگ ہے اور وہ اپنی بات کو خوب صورت انداز میں بیان کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ کتاب اردو زبان میں ہے۔ صفحات کی تعداد ۲۴۶ ہے۔ ایک خامی جو اس مجموعے کے مطالعے کے دوران میں بہت کھلتی ہے، وہ یہ ہے کہ صاحبِ کتاب نے فارسی کے ملفوظاتی مجموعوں سے واقعات اور ملفوظات کی کشید میں حوالوں کا اہتمام نہیں کیا، جس سے معاملات الجھ کر رہ گئے۔ انھوں نے ترجمے کیے، لیکن کہیں بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ کتاب پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے وہ اپنے دیدہ اور شنیدہ واقعات بیان کر رہے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس کتاب کا اکثر و بیشتر حصہ مناقب المحبوبین کے اقتباسات کے آزادانہ ترجمے پر مشتمل ہے۔ اگر وہ اس بات کی نشاندہی کر دیتے، تو کتاب میں آمدہ واقعات کے زمانی طرزِ احساس میں گرہیں نہ پڑتیں۔

O عصائے موسوی :

عصائے موسوی خواجہ محمد موسیٰ تونسوی کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔اس مجموعے کے مرتب حافظ نور محمد کھڈی ہیں۔ جامعِ ملفوظات نے کتاب کے ابتدائیے میں لکھا ہے کہ:۱۳۲۵ھ میں مولوی گل حسن بیکانیری نے انھیں خواجہ صاحب کے احوال اور ملفوظات کی ترقیم کی فرمائش کی،جب یہ دونوں حضرات مہار شریف میں قبلۂ عالم غریب نواز کے عرس پر اکٹھے تھے۔ بعد ازاں مولوی گل حسن نے بیکانیر سے جامع ملفوظات کے نام تونسہ مقدسہ ایک خط بھی لکھا کہ وہ اس کام میں منہمک ہوں اور اس سے صرفِ نظر نہ کریں۔ یہ مجموعۂ احوال وملفوظات مولوی صاحب موصوف کی فرمائش کا نتیجہ ہے۔ جامعِ ملفوظات نے اس مجموعے کو تین حصوں میں منقسم کیا ہے اور ہر حصے کو عقدے کے عنوان موسوم کیا ہے۔ عقدۂ اوّل:حافظ محمد موسیٰ کے احوال واعمال، عقدۂ ثانی:افعال وخصائل اور عقدۂ ثالث: اقوال اور وصال کے موضوعات سے بحث کرتا ہے۔

عصائے موسوی کا ایک عکسی نسخہ پیر محمد اجمل چشتی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔اس کے علاوہ دبستانِ تونسہ مقدسہ کے تقریباً تمام خانقاہی کتب خانے اس نسخے کے وجود سے خالی ہیں۔ اس مجموعے کا آغاز ۱۳۲۶ھ میں ہوا تھا، یہ کب اختتام پذیر ہوا؟ اس کے مؤلف نے کہیں بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ خواجہ تونسوی کے وصال تک کے احوال اس مجموعے کی زینت ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ ان کے وصال کے بعد ہی کسی وقت مکمل ہوا۔ اس نسخے کے کاتب کا نام بھی معلوم نہیں اور نہ ہی کسی طرح کا ترقیمہ اس میں موجود ہے۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی نے اسی عنوان سے اردو میں ایک کتاب بھی رقم کی ہے، جس کا ماخذ یہ مجموعۂ احوال و مناقب رہا ہے۔ ان کے پیشِ نظر عصائے موسوی کا جو خطی نسخہ تھا،وہ انھیں خواجہ خان محمد تونسوی نے عطا کیا تھا۔ یہ رسالہ بتیس صفحات پر مشتمل ہے اور دو بار چھپ چکا ہے۔ پروفیسر صاحب نے عصائے موسوی کے مرتب اور جامع کا نام حافظ نور احمد لکھا ہے،جو کہ غلط ہے۔

O تنویر القلوب فی لطائف المحبوب:

تنویر القلوب فی لطائف المحبوب خواجہ اللہ بخش تونسوی کے ملفوظاتِ عالیہ کا نہایت ہی اہم اور عمدہ مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے ترتیب کار مولوی سید احمد خان بختیار ہیں۔ موصوف خواجہ اللہ بخش تونسوی کے دامن گرفتہ اور مجاز تھے۔ انھوں نے اپنے شیخ کی مجالس کی پُر نور کیفیات کو اپنے مجموعے میں اس طرح منعکس کیا کہ صداقتِ احساس کے دیپ جل اُٹھے اور اس کی خوش رنگ روشنی لفظ کے دریچوں سے لو دینے لگی۔ جامعِ ملفوظات آخری عمر میں اجمیر شریف میں مقیم ہوئے اور وہیں آسودۂ خاک ہو گئے۔

پیشِ نظر مجموعے کے خطی نسخوں کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

(۱) کاتب جان محمد (خواجہ اللہ بخش تونسوی کے منشی): مکتوبہ ۲۔ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ: ۴۲۰ص

(۲) مملوکہ شیخ فاضل چیچہ وطنی (خلیفہ خواجہ اللہ بخش تونسوی): کاتب احمد منشی المعروف جان محمد: مکتوبہ ۲۰۔ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ بوقتِ چہار شنبہ: ۳۴۷ص

(۳) مملوکہ درگاہِ فاضلیہ، گڑھی افغاناں: کاتب نامعلوم: مکتوبہ سنہ ندارد: ۲۲۸ص

(۴) کاتب گل محمد چودھوانی بپاسِ خاطر حافظ محمد سدید الدین: مکتوبہ ۱۳۶۱ھ:

O غذا المحبین وسم المعاندین:

غذا المحبین وسم المعاندین خواجہ اللہ بخش تونسوی کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب حافظ نور محمد کھڈی ہیں۔ وہ خواجہ صاحب کے دامن گرفتہ تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی کا خاصا حصہ تونسہ مقدسہ میں بسر کیا۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ اس مجموعہِ ملفوظات میں ان کی کم سوادی کے کئی مظاہر اُبھرے اور ان کی علمی حیثیت پر سوالیہ نشان گئے۔ انھوں نے اپنی اسی کم سوادی اور کم علمی کی بدولت صاحبِ ملفوظ کی شخصیت کو بھی مجروح کیا۔

(۱) غذا المحبین و سم المعاندین مملوکہ کتب خانہ مولوی صالح گل، کھڈ شریف: کاتب نامعلوم: مکتوبہ سنہ ندارد: ۸۰۰ ص۔

○ مفید السالکین:

مفید السالکین خواجہ اللہ بخش تونسوی غریب نواز کے ملفوظاتِ عالیہ پر مشتمل ایک کمیاب اور نادر مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے جامع مولوی شہسوار ڈھکو ہیں، جو مولوی عبد الجلیل کے فرزندِ ارجمند تھے۔ پیشِ نظر مجموعہ ناقص الآخر ہے۔ ۹۶ صفحات پر مشتمل اس مجموعے کا کاتب کوئی نہایت ہی کم سواد شخص رہا ہے، جو املا کے بنیادی اصولوں سے بھی کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ اس کی غلط نگاری نے لفظوں کی ریڑھ مار دی۔ وہ عام سے الفاظ کو بھی غلط لکھنے کا عادی ہے۔ خط بھی اس کا صاف اور اچھا نہیں، البتہ اس کی خواندگی میں مشکل پیش نہیں آتی۔ ہر صفحے پر سطروں کی تعداد متعین نہیں اور نہ ہی کسی سطر میں لفظوں میں کوئی عددی تناسب ملتا ہے۔ مفید السالکین میں زمانی ترتیب و تہذیب کا کہیں بھی گزر نہیں ہوا، لیکن ایسے تمام ادب آداب سے بے نیاز یہ مجموعہ اپنے بعض ملفوظات کی بنا پر بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کاش یہ مکمل صورت میں موجود ہوتا، تو اس کے مندرجات کی تمام تر معنویت اپنے مجموعی فکری تناظر میں متشکل ہو پاتی۔ فاضل مرتب نے خواجہ اللہ بخش تونسوی کی پُر انوار مجالس کی عکس گری میں اپنے ذوق اور شوق کی نادرہ کاری کا ایسا رنگ دکھایا ہے، جس سے ان کی فکری رعنائیِ احساس کا اندازہ ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب کی مجالس اور محافل کی روداد نویسی پر مبنی کئی مجموعہ ہائے ملفوظات مرتب ہوئے، لیکن ان گنجینہ ہائے معانی کی طلسماتی اپیل میں اس مجموعے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے سادہ سے رنگوں میں منقش اسلوبِ اظہار میں انیسویں صدی کے ایک چشتی شیخ طریقت کی خوش گفتاری کے مظاہر دیدنی ہیں۔ ان کی مجلس میں زندگی کی خوبصورت معنویت کا احساس ہوتا ہے کہ وہ کس قدر جمال آفریں اور جلوہ ریز ہے۔

### ○ملفوظاتِ خواجہ خان محمد تونسوی :

ملفوظاتِ خواجہ خان محمد تونسوی کے جامع مولانا فقیر محمود سدیدی ہیں۔ انھوں نے خواجہ صاحب کے ملفوظاتِ گرامی کی ترقیم میں اپنے حسنِ اظہار اور حسنِ عقیدت کا ثبوت دیا۔ یہ مجموعہ دوبار منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ پہلی بار یہ مجموعہ ۱۴۰۰ھ میں روحانی پرنٹنگ پریس، ملتان سے اشاعت آشنا ہوا۔ اس کی اشاعتی جلوہ گری کا اہتمام مکتبۂ چشتیہ سلیمانیہ، ملتان نے کیا۔ صفحات کی تعداد ۴۸ ہے۔ یہ مجموعہ اردو زبان میں ہے۔ دوسری بار اس مجموعے کی اشاعت ۲۰۱۱ء میں عمل میں آئی۔ اس کی ضخامت ۶۲ صفحات کو محیط ہے۔ یہ مجموعہ بقامت کہتر اور بقیمت بہتر کی عمدہ مثال ہے۔ اس مجموعۂ ملفوظات کے جامع تونسہ مقدسہ میں درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ وہ جامع مسجد سلیمانیہ میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ انھیں خواجہ خان محمد تونسوی کی مجالس میں باریابی اور حاضر باشی کی سعادت حاصل رہی۔ انھوں نے ملفوظات کی جمع آوری کر کے ان سعادت آگیں لمحوں کو آئندہ زمانوں کے آفاق تک پھیلا دیا۔ ان ملفوظات میں کہیں کہیں سنہ و سال کی تعیین بھی دکھائی دیتی ہے، لیکن اکثر و بیشتر یہ ملفوظات ہر قسم کے ظاہری التزام سے بے نیاز ہیں۔ ان میں نہ تو مجالس کے مختلف مناظر کی تصویریں ہیں اور نہ ہی ان کے خارجی مظاہر کی عکس گری کے مناظر۔ سیدھے سبھاؤ وہ مجالس میں ہونے والی گفتگو کی نقل نویسی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسلوب ان کا سادہ اور بے رنگ سا ہے، لیکن صاحبِ ملفوظ کی خوش کلامی کی کرامت ہے کہ اس بے رنگی میں بھی چاشنی اور مٹھاس محسوس ہوتی ہے۔ اس مجموعے میں حکایات کی باز آفرینی بھی ہے اور علمی نکات کی معنی آفرینی بھی۔ اس میں روحانی تجلیات کا رنگ بھی ہے اور جمالیاتی مظاہر کا آہنگ بھی۔ اس میں صاحبِ ملفوظ کا سوزِ دروں بھی جھلکتا ہے اور جامعِ ملفوظات کی ارادت اور عقیدت کا رنگ بھی اور یہ رنگ و آہنگ مل ملا کر ایک ایسے امتزاجی اسلوب میں ڈھل جاتے ہیں، جو زندگی آموز اور زندگی آمیز رویوں کا اظہاریہ ہے۔

**ملفوظاتِ خواجہ سدید الدین تونسوی:**

ملفوظاتِ خواجہ سدید الدین تونسوی حاجی عبد الستار کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے۔حاجی صاحب موصوف حاجی مقرب کے فرزندِ ارجمند اور قرہ باغ ضلع غزنی کے باشندے تھے۔انھیں خواجہ سدید الدین تونسوی سے بیعت کا شرف حاصل ہوا، تو انھوں نے اپنے پیر و مرشد کی مجالس کی روداد نویسی کو اپنی زندگی کا مقصدِ اولین بنایا اور پیشِ نظر مجموعے کی صورت میں ان کی تحفیظ کا فریضہ انجام دیا۔ان کا یہ مجموعۂ ملفوظات فارسی میں ہے اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔اس مجموعے کا اردو ترجمہ مولوی فقیر محمود سدیدی نے کیا۔اصل متن کی طرح ترجمہ بھی ابھی شائع نہیں ہوا۔ متنِ ملفوظات اب کہیں دستیاب بھی نہیں، البتہ اس کے اردو ترجمے کی عکسی نقول عقیدت گزارانِ تونسہ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ترجمہ فل سکیپ کے ۲۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔اس مجموعے کا ایک ملخص القول السدید کے عنوان سے شائع ہوا۔جامعِ ملفوظات نے اپنے مجموعے کو کسی نام سے موسوم نہیں کیا تھا۔ان کے تتبع میں ترجمہ نگار نے بھی اس مجموعے کو کوئی عنوان نہیں دیا۔یہ مجموعۂ ملفوظات سنہ و سال کے التزام سے تو محروم ہے، لیکن اپنے مندرجات کے اعتبار سے نہایت بھرپور اور مکمل ہے۔خواجہ سدید الدین تونسوی کی تہذیبی گفتار اپنے اندر معانی کی کئی دنیائیں رکھتی ہے۔حاجی عبد الستار کی ملفوظ نگاری کا رنگ ترجمے کے پیکر سے بھی متشکل ہے، اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ متن کی جمالیاتی خوش آہنگی کیا ہو گی؟ یہ مجموعہ ان کے ذوق و شوق کا ترجمان تو ہے ہی، ان کی عرفانی بصیرت کا غماز بھی ہے۔واقعاتی آہنگ سے پھوٹتی ہوئی روشنی اور حکایتی اسلوب سے ابھرتی ہوئی خوشبو: اس مجموعے کی تابناکی اور شادابی کی دلیل ہے۔

**O بشارت الابرار:**

بشارت الابرار خواجہ احمد میروی (م ۵۔ محرم ۱۳۳۰ھ) کے ملفوظاتِ گرامی کا نادر اور عمدہ مجموعہ ہے۔ اس کے جامع اور مرتب مولوی محمد نواز تھے۔ اس مجموعے کی تسہیل مولوی نور حسین فتح جنگی نے کی۔ ہر دو حضرات خواجہ میروی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اصل مجموعہ ملفوظات ابھی تک تشنہ اشاعت ہے۔ تسہیل خواجہ میروی کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد اشاعت آشنا ہوئی۔ اس کی طباعت کی سعادت کتب خانہ محمدی، لاہور کے حصے میں آئی۔ ۹۰ صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں ۸۷ مجالس کا احوال رقم ہوا۔ مرتب نے خواجہ میروی کی زبانی ان کے احوالِ گرامی بھی نقل کیے۔ اس حوالے سے بھی یہ مجموعہ گراں ارزش ہے۔ اس مجموعے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع نے ترقیمِ ماہ و سال کا اہتمام نہیں کیا۔ اس دُرِ بے بہا کا آغاز کب ہوا اور اس کی تکمیل کس وقت ہوئی؟ ہمیں معلوم نہیں، لیکن اس سے اتنا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ یہ ملفوظات اس زمانے میں صفحۂ قرطاس کی زینت بنے، جب خواجہ میروی؛ میرا شریف میں جلوہ افروز ہو گئے تھے۔

**O فیضانِ میروی:**

فیضانِ میروی خواجہ احمد میروی کے احوال اور ملفوظات کا نہایت ہی عمدہ مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب اور جامع خواجہ میروی کے مرید و خلیفہ: مولانا فخر الدین بیر بلوی [م ۲۔ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ / ۱۹۔ مارچ ۱۹۴۵ء] ہیں۔ وہ ۴۔ شعبان ۱۳۲۸ھ بروز بدھ کو شرفِ بیعت سے ہمکنار ہوئے۔ انھیں ڈیڑھ سال سے بھی کم عرصہ میسر آیا، مگر انھوں نے اس دورانیے میں بھی اپنے شیخ کے انوار سمیٹنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ انھوں نے اختصار اور جامعیت سے اپنے پیر و مرشد کے احوالِ گرامی کی ترقیم بھی کی اور ان کے ملفوظاتِ عالیہ کی تحفیظ کا فریضہ بھی انجام دیا۔ یہ ملفوظات کب لکھے گئے؟ فاضل مرتب نے اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔ یہ ملفوظات سنہ و سال کی تعیین سے بھی بے نیاز رہے، لیکن ان میں ہر لحظہ ارادت اور عقیدت کی

خوشبو اُترتی رہی۔ یہ احوال اور ملفوظات اردو زبان میں سپردِ قلم ہوئے اور مدتوں طاقِ گمنامی کی زینت رہے۔ رو شناسِ خلق ہونے میں اس مجموعے کو پچاس سال سے زائد عرصہ لگ گیا۔ ۲۰۰۶ء میں ان کے سلسلۂ عالیہ کے ایک حلقہ بگوش صاحبِ دل اور صاحبِ ذوق پروفیسر محمد نصر اللہ معینی نے اس مجموعے کو جدید تحقیقی اور تدوینی اسلوب سے مزین کر کے اشاعت آشنا کیا، تو طاقِ نسیاں پہ دھرے اس ملفوظاتی مجموعے کو اشاعت کی روشنی میسر آئی اور اس کی تجلیات کا دائرۂ اثر وسعت آشنا ہوا۔ اس مجموعے کے بین السطور روشنی اور نور کی جو دنیا آباد ہے، اس میں خواجہ میروی کی نورانی اور پُر اثر شخصیت کے رنگ ہویدا ہیں۔ یہ رنگ پھیل کر نہ صرف عقیدت کیشوں کو اپنے حصار میں لے لیتے ہیں، بلکہ ان کے آئینۂ دل پر اس طرح دستک دیتے ہیں کہ ان رنگوں کی اوٹ سے ان کی شخصیت ایک جمالیاتی پیکر اوڑھ لیتی ہے۔ رنگ اور روشنی کے تانے بانے سے جو ارادت کیش اپنی شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں، ان کا دل اپنے شیخ کی تجلیات کے دروازے پر ناصیہ فرسا رہتا ہے۔ اس ملفوظاتی مجموعے میں یہ خوبی بدرجۂ اتم موجود ہے کہ اس کا مطالعاتی آہنگ اپنے قاری کو اپنی گرفت سے باہر نکلنے نہیں دیتا اور اسے اس طرح اپنے حصار میں مقید رکھتا ہے کہ اس کے من کی دنیا جگمگانے لگتی ہے۔

**○ گلدستۂ نصیریہ مع انوارِ فخریہ:**

گلدستۂ نصیریہ مع انوارِ فخریہ بیربل شریف کے صاحبزادہ نصیر الدین نصیر کا مرتبہ مجموعہ ہے۔ اس مجموعے میں فاضل مؤلف کے خانوادے کے احوال بھی ہیں اور میرا شریف کے بزرگوں کا تذکرہ بھی۔ اس میں خواجہ احمد میروی کے ملفوظاتِ عالیہ کی خوشبو بھی بکھری ہوئی ہے۔ براہِ راست مجموعۂ ملفوظات نہ ہونے کے باوجود اس مجموعے میں ملفوظات کی تازگی کا احساس موجود ہے۔ لفظ 'فرمایا' سے ملفوظات کا آغاز ہوتا ہے۔ مختصر سے لفظوں میں حضرت میروی کی خوش کلامی کے مناظر ہویدا ہیں۔ ان میں صاحبِ ملفوظ کی روحانی شان بھی منکشف ہوتی ہے اور ان کی بصیرت افروزی بھی۔

○ضیاء الکوکب الدری بیان اذکار فی الحیدری :

ضیاء الکوکب الدری بیان اذکار فی الحیدری پیر سید حیدر علی شاہ گیلانی (م۱۶۔جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ)احوال اور ملفوظات کا عمدہ مجموعہ ہے۔نورِ خوارقِ حیدری بھی اس مجموعے کا نام ہے، جس سے سنۂ اشاعت (۱۳۹۵ھ) کا استنباط ہوتا ہے۔ اس سلکِ درر کے جامع: حافظ سید حسن علی شاہ گیلانی ہیں، جنھوں اپنے پیر و مرشد کے حالات، واقعات اور ملفوظات کو سلکِ الفاظ میں پرو کر اپنی جوہر شناسی کا ثبوت فراہم کیا ہے ۔صاحبِ ملفوظات خواجہ اللہ بخش تونسوی (م۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) کے دامن گرفتہ اور خلیفۂ مجاز تھے۔ یہ مجموعۂ ملفوظات: ایک مقدمے، چھے ابواب اور خاتمے پر مشتمل ہے۔ صفحات کی تعداد ۴۲۲ ہے۔چوتھے باب کو' ذکرِ ارشادات اور مکتوباتِ عالیہ حضورِ انور رحمۃ اللہ علیہ' سے موسوم کیا گیا ہے، لیکن ملفوظاتِ گرامی کی خوشبو سے کتاب کے دوسرے کئی مقامات بھی معطر ہیں۔بابِ ارشاد (ص۸۹تا۱۸۸) ننانوے صفحات پر مشتمل ہے۔ان ارشادات میں حکایت کا رنگ بھی ہے اور تاثرات کا آہنگ بھی؛ یہ پند و نصائح کا گلدستہ بھی ہے اور اوراد و وظائف کا مجموعہ بھی۔اس میں صاحبِ ملفوظ کی شخصیت اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ موجود ہے۔اس میں ان کی گل افشانیِ گفتار کا رنگ چوکھا بھی اور نمایاں بھی۔

○ملفوظ مصابیح القلوب:

ملفوظ مصابیح القلوب ظہیر السجاد کا مرتبہ مجموعۂ ملفوظات ہے۔ صاحبِ ملفوظات سید شاہ عبد الصمد مودودی (م۱۷۔جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ) حافظ سید محمد اسلم خیر آبادی کے مرید اور خلیفہ تھے۔یہ مجموعہ ۱۳۷۶ھ میں تکمیل آشنا ہوا۔اس کے نام سے سنۂ تالیف استخراج ہوتا ہے۔اس مجموعے کا دوسرا نام مرقع سراجِ چشت بھی ہے، جس سے سنۂ اشاعت (۱۳۷۷ھ) کی تخریج ہوتی ہے۔ یہ مجموعہ انتظامی پریس، کانپور سے شائع ہوا۔اس کے دو حصے ہیں۔ حصۂ اول ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔دوسرا حصہ ،جو کہ نغمۂ طرب اہلِ دل کے

عنوان سے موسوم کیا گیا ہے، ۴۴ صفحات کو محیط ہے۔ اس مجموعے کا ایک ضمیمہ بھی چھپا تھا، جسے تتمۂ عنایات کا تاریخی نام دیا گیا ہے۔ اس کی ضخامت ۸ صفحات ہے۔ یہ مجموعہ مودودی صاحب کے احوال و آثار پر مشتمل ہے ۔ اس میں ان کی زندگی کے پُر انوار لمحوں کے عکسِ جمیل کو منعکس کیا گیا ہے۔ ان کی خوش آثار گفتگو کے کئی مناظر بھی اس مجموعے کی زینت ہیں، مگر مؤلف نے انھیں علیحدہ کسی باب میں یکجا کر کے موضوعِ گفتگو نہیں بنایا، بلکہ خوشبو کی طرح خوش کلامی کے یہ مناظر اس مجموعے میں عکس انداز ہوئے اور ان کی اپیل نے پورے منظر نامے کو مشکبار کر دیا۔

O تسکین القلوب:

تسکین القلوب خانقاہِ فاضلیہ کے ایک بزرگ خواجہ محمد اعظم شاہ [م ۱۱۔ ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ / ۲۴۔ دسمبر ۲۰۰۴ء] کے ملفوظاتِ گرامی کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کی جمع آوری کی سعادت ان کے ایک مرید اور ارادت کیش محمد عبد الوہاب چشتی اعظمی کا مقسوم ہوئی۔ جامع ملفوظات پہلی بار ۱۶۔ ستمبر ۱۹۹۵ء / ۱۸۔ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ کو اپنے مرشد کی بارگاہِ اقدس میں باریاب ہوئے۔ ملفوظات نگاری کا سلسلہ کب آغاز ہوا؟ مرتب نے اس کا اظہار تو کہیں نہیں کیا۔ البتہ اس نے ۱۵۔ اکتوبر ۲۰۰۴ء [۲۹۔ شعبان ۱۴۲۵ھ] کو آخری مجلس کا احوال رقم کیا۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس مجموعے کی تحریر و تسوید کا زمانہ ۱۴۱۶ھ سے ۱۴۲۵ھ کے درمیانی نو برسوں کو محیط ہے۔ یہ ملفوظات خواجہ محمد اعظم شاہ کی اجازت سے قلم بند ہوئے۔ محمد عبد الوہاب چشتی رقمطراز ہیں:

"میں نے درگاہِ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ فاضلیہ گڑھی شریف کے سجادہ نشین حضرت رابع خواجۂ خواجگان محبوبی و محبوبِ الٰہی مخدوم سید محمد اعظم شاہ صاحب غریب نواز کے جو فرمودات تحریر کیے ہیں، وہ

مختلف مجالس میں، میں نے خود مرشد پاک کی زبانِ مبارک سے سماعت کیے ہیں اور آپ حضور سے اجازت لے کر یہ ملفوظات شریف احاطۂ تحریر میں لائے ہیں"۔(۳۲)

اس مجموعے میں کہیں کہیں مرتب نے ملفوظات کی ترقیم میں تاریخ ماہ و سال اور دن کی تعیین کا بھی التزام کیا ہے، لیکن یہ حسنِ اہتمام پورے مجموعے میں دکھائی نہیں دیتا۔ ستارے کا نشان لگا کر ہر مجلس کی روداد نویسی کی گئی۔ کل مجالس کی تعداد تین سو اکتالیس ہے۔ اس مجموعۂ ملفوظات میں عرفان و ایقان کی باتیں بھی ہیں اور عشق و محبت کے قصے بھی؛ اس میں اوراد و وظائف کا تذکرہ بھی ہے اور سخن ہائے رمز آشنائی بھی۔ سادہ اور سلیس زبان میں چھوٹے چھوٹے جملے عرفان اور معرفت کا خزینہ ہیں۔ یہ ملفوظاتی مجموعہ اردو زبان میں ہے اور فروری ۲۰۱۰ء میں حسنِ طباعت سے مزین ہو کر اشاعت آشنا ہوا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۱۸۴ ہے۔

**O حبیب الفواد:**

حبیب الفواد سید حبیب علی شاہ کا ملفوظاتی مجموعہ ہے، جسے احمد علی شاہ چشتی نے مرتب کیا۔ اس مجموعے کا آغاز ۱۷۔ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ کو ہوا اور اس کی تکمیل ۱۴۔ محرم ۱۳۰۵ھ کو ہوئی۔ جامعِ ملفوظات نے دن، ماہ اور سال کی تعیین کے ساتھ آٹھ مجالس کا احوال لکھا۔ پہلی بار یہ مجموعہ احسن المطابع کے زیرِ اہتمام صفر ۱۳۱۲ھ کو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ دوسری بار یہ مجموعہ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ / ستمبر ۱۹۹۸ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ اس کی طباعت اور اشاعت کا اہتمام خواجہ پریس، حیدر آباد نے کیا۔ یہ مجموعہ ۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ حبیب الفواد کے جامع اور مرتب نے لکھا ہے کہ انھوں نے ان ملفوظات کو:

"باحتیاطِ تمام جس طرح کہ زبانِ ولایت بیان سے ارشاد ہوئے، لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً جمع کیا اور یہ مجموعہ کہ چونکہ منبعِ فوادِ متبرکۂ فیوضات ہے، لہٰذا اس کا نام حبیب الفواد کہا"۔(۳۳)

حبیب الفواد میں متصوفانہ جمالیات کے رنگ اپنی تہذیب کے تناظر میں منکشف ہوئے، تو ان کی بصیرت افروز کیفیات کی تعبیر متنوع جہات میں منعکس ہو گئی۔ اس مجموعے میں وجدانی آہنگ کی معنوی ترجمانی بھی ہے اور مشاہداتی طرزِ احساس کی فکری رعنائی بھی؛ اس میں روحانی تجربے کی بازگشت بھی ہے اور عرفانی تجلیات کی باز آفرینی بھی؛ اس میں مکاشفے کی مسرت آمیز لہریں بھی ہیں اور جذبے کی جمال افروز تعبیریں بھی۔ یہ مجموعہ اپنے آثار کی خوش خیالی کے اسلوب سے جگمگا رہا ہے اور اس کی مہکار میں ماضی کے کتنے ہی موسم طلوع ہو رہے ہیں۔

(۴)

یہ ملفوظاتی مجموعے کیا ہیں؟ جہانِ معانی کی جمالیاتی تہذیب کا خزینہ ہیں۔ ان میں خواجہ پیر پٹھان کی خوش آثار مجالس کے رنگ بھی ہیں اور اس کے مظاہر بھی؛ ان میں ان کی فکری اور تہذیبی شخصیت کا عکس بھی دکھائی دیتا ہے اور خوشبو بھی۔ ان میں زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ منکشف بھی ہے اور بے حجاب بھی؛ ان میں محبت کی مہکار بھی ہے اور انسان دوستی کی پھوار بھی؛ ان میں تاریخ بھی ہے اور روایت بھی؛ ان میں تمثیل کا رنگ بھی ہے اور حکایت کا آہنگ بھی؛ ان میں نیکی اور رواداری کی ترغیب بھی ہے اور صداقتِ احساس کی تہذیب بھی۔ ان کی فکری اور معنوی حدود اور قیود کا دائرۂ اثر وسعت آشنا ہے۔ ان میں زندگی اور اس کی جمالیاتی تہذیب کے کتنے ہی رنگ ہویدا ہیں۔ بقولِ شاعر:

ان کی محفل میں آن کر دیکھو زندگی کتنی خوبصورت ہے

حوالے اور حواشی:

۱) حرفِ آغاز: فوائد الفواد: الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، لاہور: س ن: ص۳۸۔۳۹

۲) ملفوظات کی تاریخی اہمیت: خلیق احمد نظامی مشمولہ نذرِ عرشی مرتبہ مالک رام و مختار الدین احمد: مجلسِ نذر عرشی، نئی دلی: ص ۱۴

۳) ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت: ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور: ۱۹۹۵ء: ص۴۹

۴) سراج المجالس: ناز پبلشنگ ہاؤس، دہلی: س ن: ص۸

۵) محولہ بالا: ص۸

۶) ملفوظاتی ادب کی تاریخ: ص ۷ ۹

۷) محولہ بالا: ص۱۵۶

۸) نقدِ ملفوظات: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور: بارِ اول ۱۹۸۹ء: ص۲۰۹

۹) ملفوظاتی ادب کی تاریخ: ص۹۷

۱۰) منتخب المناقبکے مرتب مولوی یار محمد ذوقی کو بھی نافع السالکین کے مصنف کی طرح پاک پتنی لکھا گیا ہے۔ موصوف تونسہ مقدسہ کی ایک نواحی بستی بنڈی کے باشندے تھے۔ ان کا ذکرِ خیر کئی ایک معاصر کتابوں میں آیا ہے، جہاں ان کی سکونت کا بھی ذکر ہوا ہے۔ ان کی قبر تونسہ مقدسہ کے قدیمی قبرستان میں مرجعِ خلائق ہے۔

۱۱) مرآۃ العاشقین: سید محمد سعید زنجانی: مصطفائی پریس، لاہور: ۱۳۰۲ھ: ۲۵۲ص

۱۲) کتاب کے اختتام پر ذی قعدہ ۱۳۰۲ھ کی تاریخ طباعت درج ہے، جبکہ سرورق پر سنۂ اشاعت ۱۳۰۳ھ لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ کتاب کی اشاعت ۱۳۰۲ھ میں عمل میں آئی ہو اور ایک مہینے بعد نئے سال (۱۳۰۳ھ) کے آغاز میں اس کا سرورق چھپا ہو۔ واللہ اعلم

۱۳) پُر گوہر: تصوف فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء: ص ۱۰

۱۴) انوارِ قمریہ (جلد اول): قاری غلام احمد [مرتب]: دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی: بارِ اول اپریل ۲۰۰۲ء: ۲۷۳ص / انوارِ قمریہ (جلد دوم): قاری غلام احمد [مرتب]: دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی: بارِ اول مارچ ۲۰۰۳ء: ۳۰۴ص / انوارِ قمریہ (جلد سوم): قاری غلام احمد [مرتب]: دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی: بارِ اول اپریل ۲۰۰۴ء: ۳۵۹ص

۱۵) شریعت و طریقت کے نیر تاباں۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی: ڈاکٹر خالق داد ملک: ادارۂ تعلیماتِ اسلاف، لاہور: س ن: ۴۴ص

۱۶) نفحات المحبوب فی احیاء القلوب: صوفی نور عالم جہلمی: کارخانۂ بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ: ۱۹۰۹ء: ۲۷۳ص

۱۷) ذکرِ حبیب: صوفی محمد الدین: ادارہ حزب اللہ، جہلم: بارِ سوم ۱۴۲۳ھ: ۲۰۲ص

۱۸) احیاء القلوب المعروف بہ مقامات المحبوب (قلمی): صوفی نور عالم جہلمی: مملوکہ قاضی محمد رئیس احمد قادری

۱۹) خزینۂ انوار و گنجینۂ اسرار موسوم بہ ملفوظاتِ طیبہ: عبد الحق سسرالوی و گل فقیر احمد پشاوری: صابر الیکٹرک پریس، لاہور: ۱۳۵۳ھ: ۱۸۴ ۲۲۸۲۳۲۳۶ ۳۰۷ص

۲۰) مقالاتِ مرضیہ المعروف بہ ملفوظاتِ مہریہ: پرنٹنگ پروفیشنلز، لاہور: بارِ پنجم ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء: ص ۲

۲۱) محولہ بالا: ص ۲۔۳

۲۲) مہرِ منیر: مولانا فیض احمد فیض: پرنٹنگ پروفیشنلز، لاہور: بارِ دوازدہم ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ / دسمبر ۲۰۰۶ء: ۶۳۰ص

۲۳) ضیائے مہر: مولانا مشتاق احمد چشتی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور: بارِ دوم س ن: ۳۵۲ص

۲۴) تذکرہ والیِ دامان: ڈاکٹر ایم عطاء اللہ راز: دربارِ عالیہ اٹل شریف، تحصیل کلاچی: س ن

۲۵) محولہ بالا: ص ۱۵۔۱٦

۲٦) ہو المعظم: پروفیسر غلامِ نظام الدین: اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور: ۹ ۹ ۱۳ھ / ۹ ۷ ۱۹ء: ٦١ ۳ص

۲۷) محولہ بالا: ص ۱۴

۲۸) ملفوظاتِ سدیدیہ: معین نظامی: مکتبۂ معظمیہ، خانقاہِ معظمیہ معظم آباد: ۱۹۹۰ء / ۱۴۱۰ھ: ۱۵۹ص

۲۹) ہو الحمید: محمد مسعود احمد: آستانۂ عالیہ، مکان شریف، کفری، خوشاب: بارِ اول ۱۹۹۲ء

۳۰) محولہ بالا: ص ۱۳۴

۳۱) ہو المعظم: ص ۳۲۴

۳۲) تسکین القلوب: محمد عبد الوہاب چشتی اعظمی [مرتب]: فروری ۲۰۱۰ء: ۸ص

۳۳) حبیب الفواد: احمد علی شاہ چشتی [مرتب]: خواجہ پریس، حیدر آباد: بارِ دوم جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ / ستمبر ۱۹۹۸ء: ص ۲۵